# ریاض الشہداء

از

فیض رقم اجمل العلماء اکمل الخطباء الحاج الشاہ مفتی ہند محمد اجمل شاہ صاحب

قدس اللہ سرہ

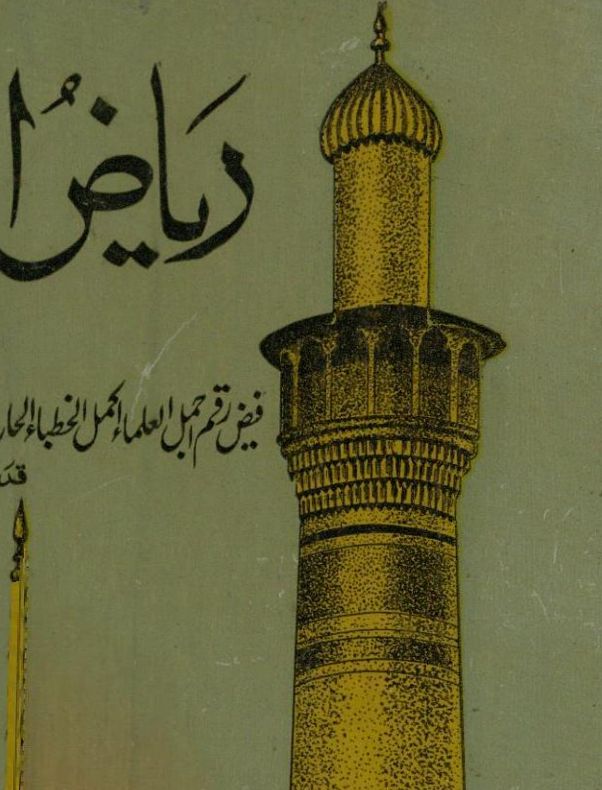

شائع کردہ
رضوی کتب خانہ اردو بازار سرکلر روڈ لاہور (پاکستان)

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ط بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ۔

جو اللہ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مُردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم کو شعور نہیں

عزیزوں کو کٹانا گھر لٹانا جان دے دینا
ترے عشاق گھبراتے ہیں کب ان امتحانوں سے

# رِیَاضُ الشُّہداء

مؤلفہ


از فیض رقم اجمل العلماء۔ اکمل الخطباء۔ فخر المصنفین سلطان المناظرین حضرت
مولانا الحاج مولوی مُحمّد اجمل شاہ صاحب قدس سرہٗ



ناشر

مولانا محمد اول شاہ صاحب خلف اکبر حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ

رضوی کتب خانہ سرکلر روڈ۔ اردو بازار۔ لاہور



(جملہ حقوق محفوظ)

MASOOD FAISAL JHANDIR LIBRARY
Acc No: 094306
MAILSI

شاہ ہست حسین بادشاہ ہست حسین
دین ہست حسین دین پناہ ہست حسین
سر داد نہ داد دست در دستِ یزید
حقا کہ بنائے لا الہ ہست حسین

الحمد للہ کتاب والاصفات جو اہلسنت کے لئے قابل فخر و مباہات، مجالس عشرہ محرم کے لئے بے نظیر سوغات۔ واعظین و مجلس خوانان کے لئے گویا آبحیات ہے۔ جس میں خلفاء راشدین کے مختصر حالات۔ خلافتوں کے پاکیزہ بیانات۔ کربلا معلی کے قیامت نما واقعات۔ حضرات حسنین کریمین و اہلبیت کرام کی جنگوں اور شہادتوں کے تفصیلی دلدوز سانحات ہیں۔ جس کی فصیح نظم میں نہایت بدیع نگاری اور نفیس استعارات و کنایات ہیں اور ذکر واقعات میں عجب دلکشی اور رزم کے بہترین واقعات اور بہترین غزلیں اور مرصع مسدسات ہیں اور رقت آمیز پُر درد مرثیے اور پُر کیف مثنویات ہیں۔

نام مطبع: گلزار عالم پریس لاہور
تعداد: ۱۰۰۰
قیمت قسم اوّل: -/۱۲ روپے
قیمت قسم دوم: ۲ روپے پچیس پیسے
پتہ:- رضوی کتب خانہ
سرکلر روڈ اردو بازار لاہور

TECHNICAL SUPPORT BY
CHUGHTAI
PUBLIC LIBRARY
Masood Faisal Jhandir Library

# فہرست مضامین ریاض الشہداء


| مضامین | صفحہ | مضامین | صفحہ |
|---|---|---|---|
| مجلس اول | ۱ | مجلس چہارم | ۲۶ |
| غزل حمد | ۱ | منقبت اہلبیت کرام | ″ |
| غزل حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم | ۲ | مقام اہلبیت کرام | ۲۷ |
| فضل صحابہ کرام | ۳ | مدحت قریش | ۲۹ |
| توصیف صدیق اکبر رضی اللہ عنہ | ۴ | محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم | ۳۰ |
| افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ | ۵ | منقبت حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ | ۳۱ |
| مجلس دوم | ۶ | مجلس پنجم | ۳۲ |
| خلافت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ | ″ | خلافت حضرت حسن رضی اللہ عنہ | ۳۲ |
| منقبت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ | ۷ | مرثیہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ | ۳۴ |
| توصیف فاروق اعظم رضی اللہ عنہ | ۸ | قیامت نما حادثہ زمین کربلا کا خونی منظر | ۳۸ |
| منقبت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ | ۸ | مجلس ششم | ۴۰ |
| مدحت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ | ۹ | شہادت کی شہرت و خصوصیات | ۴۰ |
| خلافت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ | ۱۰ | حالات یزید پلید | ۴۵ |
| مجلس سوم | ۱۱ | منقبت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ | ۴۶ |
| توصیف عثمان غنی رضی اللہ عنہ | ۱۱ | دور یزید پلید | ۴۷ |
| منقبت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ | ۱۲ | حضرت امام کی مدینہ طیبہ سے رحلت | ۴۹ |
| خلافت عثمان غنی رضی اللہ عنہ | ۱۳ | امام کی جناب میں کوفیوں کی درخواستیں | ۵۲ |
| مرثیہ خلیفہ سوم | ۱۴ | مجلس ہفتم کوفہ کو حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کی روانگی | ۵۳ |
| توصیف حضرت علی رضی اللہ عنہ | ۱۹ | شہادت امام مسلم رضی اللہ عنہ | ۶۱ |
| غزل | ۲۰ | حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی کوفہ کو روانگی | ۶۳ |
| منقبت حضرت علی رضی اللہ عنہ | ۲۰ | مژدہ حج اکبر | ۶۵ |
| مرثیہ خلیفہ چہارم | ۲۱ | امام عالی مقام کی حر بن ریاحی سے ملاقات | ۶۷ |

| مضامین | صفحہ |
| --- | --- |
| حضرت امام کے ساتھ کُوفیوں کا سلوک | ۶۸ |
| حضرت امام میدان کربلا میں | ۷۰ |
| مجلس ہشتم | ۷۳ |
| دس محرم سنہ ۶۰ھ کے دلدوز واقعات | ۷۳ |
| کرامات امام عالی مقام | ۷۶ |
| پہلی کرامت | ۷۶ |
| دُوسری کرامت | ۷۷ |
| تیسری کرامت | ۷۷ |
| قبیلہ بنی کلب کا ایک نوجوان وہب کلبی | ۷۹ |
| امام عالی مقام کی خدمت میں زوجہ وہب کی درخواست | ۸۲ |
| جنگ حُر بن یزید ریاحی | ۸۴ |
| مجلس نہم | ۸۹ |
| حضرت علی اکبر کا خدمت امام میں حاضر ہو کر اجازت طلب کرنا | ۹۱ |
| علی اکبر کا میدان جنگ میں مبارز طلب کرنا | ۹۴ |
| شاہزادہ کے فنون جنگی سے عمر کا خوف زدہ ہونا | ۹۸ |
| اہلبیت کا صبر و استقلال | ۱۰۰ |

| مضامین | صفحہ |
| --- | --- |
| مجلس دہم | ۱۰۳ |
| منقبت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ | ۱۰۳ |
| حضرت امام عالی مقام کی شہادت | ۱۰۴ |
| عزم امام عالی مقام | ۱۰۶ |
| میدانِ جنگ میں امام کی آمد کا منظر | ۱۰۷ |
| میدان جنگ میں امام کا اتمام حجت کرنا | ۱۰۹ |
| امام کے مقابلہ کے لئے چیدہ جنگجو بھیجنا | ۱۱۱ |
| حضرت امام کی جنگ سے دشمن کا حوصلہ پست اور آپ کی شہادت | ۱۱۳ |
| مجلس یازدہم | ۱۱۶ |
| شہادت امام پہ زمین و آسمان کا ماتم | ۱۱۷ |
| کرامات سرِ اقدس | ۱۱۸ |
| راہب کا اسلام | ۱۱۹ |
| واقعات بعد شہادت | ۱۲۰ |
| سزا قاتلان حسین رضی اللہ عنہ | ۱۲۱ |
| ابن زیاد کی ہلاکت | ۱۲۲ |
| کردار اہلبیت | ۱۲۳ |

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# مجلسِ اوّل

بیاں ہو حمد تیری کس طرح ہم ناتوانوں سے
کہ تو برتر ہے وہموں سے خیالوں سے گمانوں سے

گلستانِ جہاں میں سب تری تسبیح کرتے ہیں
لسانِ حال سے دل سے جوارح سے زبانوں سے

بلاشک تو ہے سب عیبوں سے پاک اور متصف ہی تو
تمام اوصاف سے اور خوبیوں کی ساری شانوں سے

ازل سے حمد ہوتی ہے ابد تک ہوتی جائیگی
کہاں حق حمد کا ہوگا ادا ان مدح خوانوں سے

تری وہ حمد ہے جو تُو نے اپنے آپ فرمائی
کہ بالاتر ہے وہ محدود لفظوں اور بیانوں سے

جہاں سارا طلب کرتا ہے تجھ سے اپنی ہر حاجت
ہر اک کی جھولیاں بھرتا ہے تو اپنے خزانوں سے

لٹاتا ہے کوئی درہم کوئی زر نام پر تیرے
گذر جاتے ہیں اس کوچہ میں کتنے اپنی جانوں سے

عزیزوں کو کٹانا گھر لٹانا جان دیدینا
ترے عشاق گھبراتے ہیں کب ان امتحانوں سے

کرے اجمل ثنا کیونکر کہ ناواقف ہے منزل سے
وُہی چلتا ہے اس رہ میں جو واقف ہے نشانوں سے

# غزل

## حبِّ رسول صلے اللہ علیہ وسلم

ہمارے مُردہ دلوں کو جلائے حبِّ رسولؐ — خزاں رسیدہ چمن بھی کھلائے حبِّ رسولؐ
خُدا نے عشق کو پیدا کیا ہے دل کے لئے — بنے قلوب ہمارے برائے حبِّ رسولؐ
حبیبِ حق کی محبت ہے جان ایمان کی — تو فرض ہے کہ مسلماں بڑھائے حبِّ رسولؐ
مکان۔ مال۔ تجارت۔ عزیز کی اُلفت — وبالِ جاں ہے اگر کچھ گھٹائے حبِّ رسولؐ
جو جامِ شربتِ ایماں پیا صحابہ نے — اُلش اسی کا ہمیں بھی چکھائے حبِّ رسولؐ
خیال و وہم بھی جائے نہ غیر کی جانب — خمارِ قلب میں اتنا چڑھائے حبِّ رسولؐ
بلاؤ ظلم کا کوئی اثر نہ ہو دِل پر — وہ جامِ صبر و رضا کا پلائے حبِّ رسولؐ
سہیں بلائیں اُٹھائیں مصیبتیں ساری — بصدق جس نے کیا ادّعائے حبِّ رسولؐ
دیا عمل سے شہیدانِ کربلا نے سبق — قطعہ — یہ حال چاہیئے جس میں سمائے حبِّ رسولؐ
کٹیں عزیز لُٹے گھر۔ چھٹے وطن اپنا — فدا ہو جان یہ رنگت جمائے حبِّ رسولؐ
ہرے بھرے چمن مصطفےٰ کو لوٹ لیا — ہزار تُف یہ عداوت بجائے حبِّ رسولؐ

نہ ڈگمگائے قدم امتحان میں اجملؔ
جو حق نصیب کرے انتہائے حبِّ رسولؐ

# فضلِ صحابۂ کرام

کلام اللہ سے ثابت ہوئی رفعت صحابہ کی
حدیثوں نے سکھائی شان اور شوکت صحابہ کی

یہی اجماعِ اُمت ہے کہ وعزت صحابہ کی
یہی قولِ ائمہ ہے۔ کرو اُلفت صحابہ کی

رسولِ پاک خود ان کا بڑا اکرام کرتے تھے
کیا کرتے تھے اہلبیت بھی حرمت صحابہ کی

صحابہ کی محبت مصطفٰے ہی کی محبت ہے
محبِ آل ہے وہ جو کرے اُلفت صحابہ کی

خدا نے چُن لیا اپنے نبی کے واسطے اُن کو
عجب تھی خوش نصیبی خوبی قسمت صحابہ کی

خدا اُن سے ہوا راضی۔ نبی اُن سے رہے راضی
رضائے حق پہ خود راضی یہ تھی قربت صحابہ کی

نبی نے رب کو دیکھا اور انہوں نے مصطفٰے کو
مسلّم ہے سبھی کو یہ خصوصیّت صحابہ کی

رضائے حق پہ اہل و مال چھوڑے گھر وطن چھوڑا
تمام اعمالِ بد چھوڑے یہ تھی ہجرت صحابہ کی

چمن اسلام کا سینچا انہوں نے اپنے خونوں سے
نچھاور ہو گئی مذہب پہ ہر راحت صحابہ کی

انہیں بے واسطہ پہونچا ہے فیضانِ رسول اللہ
یہ فضلِ خاص اور مخصوص ہے نعمت صحابہ کی

برستی تھی ہمیشہ ان پہ علم و فضل کی بارش
مچی ہے علم کی دُنیا میں یہ شہرت صحابہ کی

کلام اللہ پڑھنا۔ ذکر کرنا شغل میں رہنا
نصیحت و عظ فرمانا یہ تھی عادت صحابہ کی

رسول پاک کی ہر شان و حالت کا نمونہ تھے
ہدایت تھی سراپا صورت و سیرت صحابہ کی

صحابہ کو فضیلت مطلقہ حاصل ہے اُمت پر
تو غوث و قطب سے بالا ہوئی رفعت صحابہ کی

ملا اسلام اور احکام دین ان کے توسط سے
تو ہر مومن پہ اتنی ہو گئی منّت صحابہ کی

کبھی نارِ جہنّم چھو نہیں سکتی صحابہ کو
تو ثابت ہو گیا جاگیر ہے جنّت صحابہ کی

خدا کر دے ہمارا خاتمہ ان کی محبت میں
ہماری قبر کو روشن کرے طلعت صحابہ کی
ہمارے ظاہر و باطن پہ ان کا عکس پڑ جائے
رہے ملحوظ ہم کو ہر گھڑی سنّت صحابہ کی
تبرا جو کرے اس پر خدا کا قہر و لعنت ہو
خدا کی مار اس پر جو کرے ذلّت صحابہ کی

تو کیا لکھ سکتا ہے اجملؔ صحابہ کے مناقب کو
خدا و مصطفےٰ جب خود کریں مدحت صحابہ کی

# توصیف صدّیق اکبر رضی اللہ عنہ

بڑے عالی نسب والا حسب صدیقِ اکبر تھے
رفیقِ مصطفےٰ محبوبِ ربّ صدیق اکبر تھے
جو سب سے پہلے مردوں میں بلا غور و تامل کے
مسلماں ہو گئے وہ خوش لقب صدیق اکبر تھے
سفر میں اور حضر میں ساتھ آقا کے جو رہتے تھے
وہ خدمتگار مخلص با ادب صدیق اکبر تھے
خدا نے مصطفےٰ نے جب انہیں صدیق فرمایا
تو صدیقین میں بھی منتخب صدیق اکبر تھے
نہ کیوں ان میں نظر آتے نبی کے خُلق کے جلوے
کہ اوّل نائبِ شاہِ عرب صدیق اکبر تھے
نبی پر جس نے مال و زر لٹایا جان بھی دیدی
محبت میں وہ سچے منتخب صدیق اکبر تھے
ہمیشہ دین کے ہر کام میں ہر ایک موقع پر
لوجہ اللہ جو دیتے بے طلب صدیق اکبر تھے
بلال اور چھ مسلمان کافروں کے ظلم سہتے تھے
تو ان سب کی رہائی کے سبب صدیق اکبر تھے
یہ زہرا اور ان کی آل کے سچے فدائی تھے
محبت جن سے کرتی آل سب صدیق اکبر تھے

فقط جبریل نے کیا خود نبی نے بلکہ خالق نے
صفت کی جن کی اجملؔ وہ عجب صدیق اکبر تھے

☆

# افضلیّت صدّیق اکبر رضی اللہ عنہ

صدیق پر تھا حضور کا ایسا لطف تام
اصحاب میں سے چُن کے انہیں کر دیا امام
ثابت ہُوا کہ بس یہی تھے افضل انام
اس واسطے یہ کہتے ہیں سارے ہی خاص عام
صدّیق ہی تھے بعد نبی افضل البشر

گُذرے ہیں جس قدر علما پیشوائے دیں
اہل کلام اور فقہا اور محدّثین
سب کا یہی عقیدہ یہ مسلک ہے بالیقیں
بالاتفاق ہے یہی بس قول مسلمیں
صدّیق ہی تھے بعد نبی افضل البشر

حضرت ابو حنیفہ امام عرب و عجم
مالک وہ جن کا رتبہ امامت میں ہے دُوم
ہر دو امام احمد و ادریس محترم
ان سب ائمہ نے یہ عقیدہ کیا رقم
صدّیق ہی تھے بعد نبی افضل البشر

اُمت میں جس قدر بھی ہوئے اہل اصطفا
ابدال و قطب و غوث سب احزاب اولیا
تھے جتنے تابعین اور اصحاب مُصطفےٰ
سب نے یہ صاف اپنا عقیدہ سُنا دیا
صدّیق ہی تھے بعد نبی افضل البشر

حضرت علی سے ہے یہی وارد باجتہاد
ہر دو امام باقر و جعفر کا اس پہ صاد
سب اہلبیت کا یہی جازم تھا اعتقاد
تاکید ان کی تھی کہ رکھو بس اسی کو یاد
صدّیق ہی تھے بعد نبی افضل البشر

قرآن اور حدیث کا بھی ہے یہ ماحصل
اجماع مسلمیں نے یہ عقدہ کیا ہے حل

اجمل یہی عقیدۂ حقہ ہے بے خلل　　منکر سے کہہ دے یہ نہیں انکار کا محل
صدیق ہی تھے بعد نبی افضل البشر

## مجلس دوم

# خلافت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

بلا خلاف ہوئی ہے خلافتِ صدیق　　باتفاق ہے ثابت امارتِ صدیق
اشارہ کرتی ہیں آیات اور حدیثیں خود　　کہ حق ہے بہر خلافت اقامتِ صدیق
رسولِ پاک نے اصحاب سے یہ فرمایا!　　ہمارے بعد ہیں کرنا اطاعتِ صدیق
حبیبِ حق نے یہ فرمایا ایک عورت سے　　کہ میرے بعد میں ہوگی خلافتِ صدیق
نبی نے آل و اصحاب سب کے ہوتے ہوئے　　خود اپنے آپ کی قائم امامتِ صدیق
مہمات امور ہوئے حل اسی امامت سے　　کہ ثابت اک تو ہوئی افضیلتِ صدیق
یہی احقِ خلافت کی اک دلیل ہے صاف　　یہی ثبوت ہے بہرِ امارتِ صدیق
اسے دلیل بنایا جنابِ حیدر نے　　قبول کر لی اسی دن اطاعتِ صدیق
مہاجرین نے انصار و اہلِ عترت نے　　اسی بنا پہ تو کی سب نے بیعتِ صدیق
یہ طے کیا ہے عقیدہ تمام امت نے　　نبی کے بعد خلیفہ ہیں حضرتِ صدیق

مخالفینِ خلافت سے کہہ دے اے اجمل
کہ ہے علی کی عداوت عداوتِ صدیق

# منقبت صدّیق اکبر رضی اللہ عنہ

خُدا نے مرتبہ بالا کیا صدّیق اکبر کا
کلام اللہ نے خطبہ پڑھا صدّیق اکبر کا

زبور انجیل اور توریت میں بھی حق تعالیٰ نے
کیا ہے نام لے کر تذکرہ صدّیق اکبر کا

بحیریٰ اور دیگر راہبوں نے ان کو پہچانا
کہ ان کے پاس پُورا حال تھا صدّیق اکبر کا

بہت سی آیتیں قرآں میں نازل ہوئیں دیکھو
کیا ہے ذکر حق نے جابجا صدّیق اکبر کا

رسولِ پاک نے دیکھا فلک پر عرشِ اعظم پر
خطِ قدرت سے لکھا نام تھا صدّیق اکبر کا

کہا رُوح الامیں نے حاضر دربارِ شہ ہو کر
صحابہ میں ہے عالی مرتبہ صدّیق اکبر کا

احادیثِ نبی وارد ہیں ان کی شان میں صدہا
سمجھ لو اس سے کیا رُتبہ ہُوا صدّیق اکبر کا

بیاں کی خود رسول اللہ نے مدح و صفت انکی
تو اب کیونکر نہ ہو رُتبہ سوا صدّیق اکبر کا

کیا کرتے تھے جب تعظیم ان کی خود رسول اللہ
فزوں کیونکر نہ ہو اب مرتبہ صدّیق اکبر کا

مہاجر سب۔ تمام انصار و اصحاب رسول اللہ
ادب ملحوظ رکھتے برملا صدّیق اکبر کا

ہمیشہ جلوت و خلوت میں خود مولائے حیدر نے
بہت اخلاص سے خطبہ پڑھا صدّیق اکبر کا

امام باقر و جعفر نے اپنی اپنی مجلس میں
ہمیشہ ذکر والا ہی کیا صدّیق اکبر کا

تمامی اہلبیت اور خاندان آلِ اطہر کا
جوان و پیر گرویدہ رہا صدّیق اکبر کا

گروہ تابعین نے اور رسالے ہی ائمہ نے
کتابوں میں بہت رُتبہ لکھا صدّیق اکبر کا

سبھی غوث و قطب ابدال اُمت کی زباں پر تھا
وظیفہ کی طرح پر نام تھا صدّیق اکبر کا

یہی کہتے رہے اجملؔ مسلماں ہر زمانہ کے
فزوں رُتبہ ہے بعد انبیا صدّیق اکبر کا

# توصیف فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

قریشی نسل - فخرِ خاندان فاروقِ اعظم تھے
بڑے بارعب، باشوکت جواں فاروق اعظم تھے
دُعا حضرت نے کی جن کے اسلام لانے کی
ظہورِ دیں کے وہ پہلے نشاں فاروق اعظم تھے
مسلماں کیا ملک بھی خوش ہوئے اسلام پر جنکے
وہ حق کی شان، غیظِ دشمناں فاروق اعظم تھے
پڑھی جانے لگیں ساری نمازیں خانۂ حق میں
مسلمانوں کی اس شوکت کی جاں فاروق اعظم تھے
اُترتی تھی وحی جس کی موافق رائے کے اکثر
وہ صاحب رائے، حق کے ترجماں فاروق اعظم تھے
مقابل ان کے آسکتا نہیں تھا حامیٔ باطل
کہ سب باطل پرستوں پہ گراں فاروق اعظم تھے
رسولِ پاک کی اک اک ادا پر مٹنے والے تھے
علی سبطین سب کے مدح خواں فاروق اعظم تھے
سب اہلِ بیت کے سب خاندانِ آلِ اطہر کے
ہر اک خورد و کلاں کے قدرداں فاروق اعظم تھے
علوم خاص کے حامل غیوب اسرار کے کاشف
فروع و اصلِ دیں کے رازداں فاروق اعظم تھے

اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّار اجمل ان کی شان لیکن
مسلمانوں کے حق میں مہرباں فاروق اعظم تھے

# منقبت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

رسولِ پاک نے تعریف کی فاروق اعظم کی
بشارت جنتی ہونے کی دی فاروق اعظم کی
خدا نے نام ان کا بھی لکھا ہی عرشِ اعظم پہ
یہ ہے درگاہِ حق میں برتری فاروق اعظم کی

انہیں پہلی نظر میں دیکھ کر راہب نے پہچانا
کہ تھی مدحت صحیفوں میں لکھی فاروق اعظم کی

بکثرت ہیں احادیث نبی ان کے فضائل میں
صفت قرآں میں بھی پائی گئی فاروق اعظم کی

کہا شہ نے عطا کیں مجھکو خالق نے یہ دو قوت
سخی صدیق اکبر کی۔ جری فاروق اعظم کی

کہا آقا نے میرے بعد گر کوئی نبی ہوتا
تو اس منصب کے لائق شان تھی فاروق اعظم کی

یہ فرمایا عمر کا جو ہے دشمن میرا دشمن ہے
محب میرا ہے جس کو ہو دوستی فاروق اعظم کی

کہا جبریل نے گر منقبت صدہا برس تک ہو
نہ ہو گی جب کبھی مدحت منتہی فاروق اعظم کی

جو محبوب نبی ہے تو وہ محبوب خدا بھی ہے
تو حق کی دشمنی ہے دشمنی فاروق اعظم کی

بچایا ساریہ کو اَلجَبَل کہہ کر مدینہ سے
جو خطبہ میں نظر ان پر پڑی فاروق اعظم کی

خبر دی آگ لگ جانے کی اک حجرے کے ساکن کو
کرامت سب پہ یہ ظاہر ہوئی فاروق اعظم کی

بہت تعریف کرتے تھے بڑی تعظیم کرتے تھے
صحابہ اہلبیت اور خود علی فاروق اعظم کی

کہا صادق نے میں اُس سے بہت بیزار ہوں سُن لو
جو کرتا ہے ذرا سی بھی بدی فاروق اعظم کی

روافض نے کئے جو افترا بہتان اے اجمل
یقیناً ذات ہے ان سے بری فاروق اعظم کی

## مدحت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

کچھ ایسا حق کو ظاہر کر دیا فاروق اعظم نے
کہ جذبہ حق کا ہر دل میں بھرا فاروق اعظم نے

نظر آتے تھے سب عالم ہر اک تھا متقی زاہد
وہ نقشہ رو برو ان کے رکھا فاروق اعظم نے

نمونہ حق پرستی پاک بازی کا تھا ہر مسلم
وہ کی مضبوط مذہب کی بنا فاروق اعظم نے

عجب اقبال تھا دس سال کی دورِ خلافت میں
بہت ملکوں پہ قبضہ کر لیا فاروق اعظم نے

برائے نیل اک نوعمر لڑکی بھینٹ چڑھتی تھی
لکھا خط نیل کو جب یہ سُنا فاروق اعظم نے

موافق حکم کے عامل نے یہ خط نیل میں ڈالا
تو دریا خط سے جاری کر دیا فاروق اعظم نے

لرز جاتے تھے ان کے نام سے سلطاں مگر پھر بھی
لباس دلق پوشی ہی رکھا فاروق اعظم نے

رسول پاک اور عباس دونوں کے وسیلہ سے
طلب فرمائی بارش کی دُعا فاروق اعظم نے

قناعت یہ کہ روزانہ فقط گیارہ نوالوں سے
نہ اک لقمہ کبھی زائد چکھا فاروق اعظم نے

ادب تھا قیر میں مدح و ثنا میں داد و بخشش میں
رکھی مدنظر آل عبا فاروق اعظم نے

سخی ایسے تھے اجمل ایک دفعہ فی سبیل اللہ
متاع بیت آدھا دے دیا فاروق اعظم نے

---

# خلافت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

ہوئی خلافت دیگر خلافتِ فاروق
بہت فتوح کی منظہر خلافتِ فاروق

رہی غریب و مساکین کی بڑی ہمدرد
رہِ ضلال کی رہبر خلافتِ فاروق

زمین عدل و صداقت سے بھر گئی جس میں
وہ تھی بُرِ امن سراسر خلافتِ فاروق

شہان دہر نے دیکھے ہیں جبکہ اس کے اُمور
تو ان کو کرتی ہے ششدر خلافتِ فاروق

لرز ہی جاتا تھا ہر شاہ نام سُن کے ضرور
اثر وہ رکھتی تھی دل پہ خلافتِ فاروق

وہ انتظام کیا ایسے کارنامے کئے
کہ ہر زباں پہ تھی گھر گھر خلافتِ فاروق

اشارہ خود ہے احادیث میں جب اس کے لئے | تو جائے بحث ہو کیو نکر خلافتِ فاروق
کہا نبی نے کہ ہو گی ہمارے بعد وصال | خلافتِ شہِ اکبر خلافتِ فاروق
کہا کہ کرنا مرے بعد طاعتِ شیخین | تو ہے حدیث میں مضمر خلافتِ فاروق
کہا علی نے کہ بعدِ خلافتِ صدیق | ہے میری رائے میں بہتر خلافتِ فاروق
یہ طے شدہ ہے عقیدہ تمام اُمت کا | کہ ہے خلافتِ دیگر خلافتِ فاروق

ہے بعد پہلی خلافت کے قولِ حق احسؔن
خلافتوں میں ہے برتر خلافتِ فاروق

## مجلس سوم

# توصیف حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

کیا حُسن تھا کیا صورتِ عثمانِ غنی تھی | کیا شان تھی کیا سیرتِ عثمانِ غنی تھی
مادر و پدر ان کے قریشی تھے نسب میں | آقا سے بھی اک نسبتِ عثمانِ غنی تھی
اسلام میں سابق تھے تو ہجرت میں بھی اوّل | اصحاب میں یہ عزّتِ عثمانِ غنی تھی
حبشہ کی طرف پہلے مدینہ کو دوبارہ | دو مرتبہ یوں ہجرتِ عثمانِ غنی تھی
دو بنتِ نبی آگئی ہیں پس عقد میں ان کے | ممتاز یہ اک قربتِ عثمانِ غنی تھی
دو بار نبی نے کئے عقد ان کے وحی سے | یہ نزدِ خدا رفعتِ عثمانِ غنی تھی
آزاد کیا کرتے تھے ہر جمعہ کو بردا | بخشش کی یہ اک عادتِ عثمانِ غنی تھی

نادار ہو بیکس ہو یتیم و فقرا ہوں ۔۔۔ وقف ان کے لئے دولتِ عثمانِ غنی تھی
اصحابِ نبی ۔ آلِ عبا ۔ اہلِ قرابت ۔۔۔ ہر اک کے لئے نصرتِ عثمانِ غنی تھی
مولائے علی ۔ آلِ مطہر سے خصوصاً ۔۔۔ کیا ربط تھا کیا اُلفتِ عثمانِ غنی تھی
اخلاص و تحمّل میں رضا و صبر میں اجمل
واللہ عجب حالتِ عثمانِ غنی تھی

## منقبت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

حق تعالے خوش ہوا عثمان سے ۔۔۔ خوش تھے محبوبِ خدا عثمان سے
رکھتے تھے اُلفت صحابہؓ تابعین ۔۔۔ اہلبیت ۔ آلِ عبا عثمان سے
ساکنانِ آسماں یعنی ملک ۔۔۔ کرتے تھے شرم و حیا عثمان سے
خود کیا کرتے لباس اپنا درست ۔۔۔ حضرت خیر الورےٰ عثمان سے
خود رسول اللہ خلیل اللہ سے ۔۔۔ تھا تشابہ کچھ ذرا عثمان سے
تین چیزوں پہ نبی نے تین بار ۔۔۔ خُلد کا وعدہ کیا عثمان سے
بیعتِ رضوان میں خود اپنا ہاتھ ۔۔۔ شاہ نے نائب کیا عثمان سے
ہر نبی کا خُلد میں ہوگا رفیق ۔۔۔ یہ تھا تعلق شاہ کا عثمان سے
انتہا درجہ کی اُلفت رکھتے تھے ۔۔۔ خود علی مشکل کشا عثمان سے
دینِ حق سے ہو گیا اجمل وہ دُور
جس کو ہے رنج و عنا عثمان سے

# خلافتِ عثمان غنی رضی اللہ عنہ

ہوئی ہے صاحبِ شوکت خلافتِ عثمان — رہی ہے باعثِ راحت خلافتِ عثمان
مقدمات و حوادث کے حق میں تھی لاریب — نشانِ عدل و صداقت خلافتِ عثمان
مجاہدین ہوں یا بیوگان یتامیٰ ہوں — ہر اک کے حق میں تھی نعمت خلافتِ عثمان
اُمورِ خیر کی ہر اک شعارِ دینی کی — ہمیشہ کرتی اشاعت خلافتِ عثمان
نبی نے جس کی خبر دی بہت حدیثوں میں — تو کیوں ہو مبحثِ اُمت خلافتِ عثمان
کہا نبی نے کہ ہوگی خلافتِ صدیق — سشہ عمر کی خلافت خلافتِ عثمان
کہا کہ خاص خلافت رہے گی تیس برس — تو اس کی سوم خلافت خلافتِ عثمان
کہا کہ تجھ کو پہنائے گا اک قمیص خدا — قمیص کی ہے حقیقت خلافتِ عثمان
کہا جناب علی نے یہ اہلِ شوریٰ سے — ہے میری رائے میں حکمت خلافتِ عثمان

بالاتفاق مسلمان کہتے ہیں اجمل
کہ تیسری ہے خلافت خلافتِ عثمان

## مرثیہ خلیفۂ سوم

واہ کیا عدل ہے کیا دادِ قضائے عثمان — واہ کیا صبر ہے کیا حلم و رضائے عثمان
واہ کیا ستر ہے کیا شرم و حیائے عثمان — واہ کیا دین ہے کیا جود و سخائے عثمان

کتنے وارد ہیں احادیث میں اوصافِ غنی
خود نبی مدح کریں نیز صحابہ و علی

جبکہ اصحاب نے کی سوئے مدینہ ہجرت شور پانی سے پریشان تھی سب کی حالت
چاہ شیریں لیا عثمان نے بہ غالی قیمت تھے درہم اسّی ہزار اس کے بوجہ ندرت
عرض کی شہ سے کہ اب پانی کی تکلیف گئی
شہ نے فرمایا صلہ میں تجھے جنّت دیدی

جیش عسرت کے لیئے عزم کیا شاہ نے جب اپنے اصحاب سے امداد و اعانت کی طلب
عرض کی حضرت عثمان نے اے شاہِ عرب تین سو اونٹ میں دونگا مع ساماں کے سب
شہ نے فرمایا کہ مقبول ہے تیرا یہ عمل
تجھ کو دی خُلد کہ ہے خُلد ہی بس اس کا بدل

مسجد طیبہ مسلمانوں پہ جب تنگ ہوئی فکر سب کو تھی کہ وسعت ہے ضروری اسکی
اک زمیں حضرت عثمان نے مسجد کو وہ دی دس ہزار اسکے درم دیکے جو حاصل کی تھی
مالکِ خُلد نے فرمایا کہ عثمان غنی
اجر میں اس کے تجھے کر دیا جنّت کا ولی

جس نے کی خانۂ کعبہ کی بنا میں وسعت جس نے کی مسجد طیبہ کی بنا میں جدت
جس نے کی پہلی اذاں جمعہ کی اپنی سنّت جس نے قرباں کی اسلام پہ عزت دولت
آہ وہ آج ہے چشمانِ عدو میں مقہور
آہ وہ آج ہے مظلوم مکاں میں محصور

جس کی سرکار میں ملتا تھا ہر اک رنج دعنا جس کی درگاہ سے خالی نہیں پھرتا منگتا
جس کے دروازہ سے پلتا تھا ہر اک شاہ وگدا جس کے پانی کو پیا کرتا تھا ہر اک پیاسا
آج بے رحموں نے اس ذات کو پہنچائی گزند
ایسے محسن پہ کیا پانی بھی اور کھانا بند

جاں نثاروں نے کہا حکم ہو کرتے ہیں قتال — بولے خوں ریزیِ اُمّت کی بنوں گا نہ مثال

عرض کی آپ کہیں اور چلے جائیں بہ آل — بولے میں چھوڑ نہیں سکتا ہوں روضہ کا وصال

قتل کی میرے خبر دی ہے مرے مولا نے
صبر کا عہد لیا مجھ سے مرے آقا نے

دو نبی زادیوں کا عقد ہوا ہے مجھ سے — شاہ نے عہدِ رفاقت بھی کیا ہے مجھ سے

خُلد کو چند دفعہ بیچا گیا ہے مجھ سے — تم کو قرآنی صحیفہ بھی ملا ہے مجھ سے

مجھ سے آقا نے کہا تجھ سے اگر فتنہ گر
لینا چاہیں جو خلافت تو نہ دینا رہبر

آخرش باغیوں نے ایسا کیا ظلم و جفا — شاہ عثماں کا یک لخت مکاں گھیر لیا

اس محل میں کسی ساماں کو جانے نہ دیا — اسقدر حد سے بڑھے پانی کو بھی بند کیا

ثبت کی صفحۂ ہستی پہ انہوں نے یہ نظیر
قوم کے ظلم سے پیاسا رہے ہے خود اُن کا امیر

شدّتِ پیاس سے عثماں جو بیتاب ہوئے — چڑھ گئے چھت پہ اور ان ظالموں سے کہنے لگے

کیا علی تم میں ہیں۔ بولے نہیں دیکھے ہم نے — پوچھا کیا سعد ہیں۔ بولے کہ نہیں وہ آئے

بعد سکتہ یہ کہا۔ کوئی علی سے کہہ دے
حلق تر کرنے کو پانی وہ ہمیں پہنچا دے

نہ خبر کیسے علی کو یہ خبر پہنچ گئی — آپ نے حکم کیا پانی بھرا جائے ابھی

تین مشکیں اسی دم پہنچیں سوئے بیتِ غنی — حسبِ حکم ان کو لئے جاتے تھے خدّامِ علی

حملہ آور ہوئے باغی انہیں مجروح کیا
بیتِ عثماں میں اس پانی کو جانے نہ دیا

پھر علی شیر خدا کو یہ خبر پہنچی اہم
کرنے والے ہیں یہ بلوائی خلیفہ پر ستم
چاہتے ہیں کہ انہیں قتل ہی کر دیں اکدم
آپ نے ان سے کہا قتل غنی کیا نہیں ذم

بولے ہرگز نہیں ہے قتل خلیفہ کا خیال
قتل مروان کا بس جانتے ہیں ہم تو حلال

سن کے یہ بات علی ہو گئے اُن سے بدظن
حکم فرمایا کہ اے بیٹے حسین اور حسن
دونوں بھائی مع ہتھیار کے جاؤ فوراً
آستانے کو خلیفہ کے بناؤ مسکن

سوئے عثمان کسی کو نہ اُبھرنے دینا
بابِ عثمان سے کسی کو نہ گذرنے دینا

اور بھی چند صحابہ نے یہ ایثار کیا
اپنے بیٹوں کو حفاظت کے لئے بھیج دیا
اپنے فرزند سے ہر باپ نے یہ عہد لیا
بابِ عثمان سے اک پل بھی نہ تو ہونا جدا

بابِ عثمان سے کوئی باغی نہ جانے پائے
گھر میں عثمان کے کوئی بھی نہ آنے پائے

یہ جواں مجمعِ اعدا کو بڑی جرأت سے
چیرتے پھاڑتے تا بابِ خلیفہ پہنچے
پہرہ دینے کی غرض سے ہوئے چوکھٹ پہ کھڑے
باغیوں کو درِ عثمان پہ یہ روکے رہے

گو ہٹانے کو انہیں مجمع نے بھی زور دیا
لیکن اک شمّہ قدم ان کا جگہ سے نہ ہٹا

گھر میں جانے سے ہوئے جبکہ یہ باغی مایوس
تیر برسانے لگے ان میں ہی کے چند نفوس
ابنِ طلحہ و حسن ابن علی خوش ناموس
تیر لگ کر ہوا رنگین ہر اک کا ملبوس

بولے بعض ان میں کے آپس میں کہ دیکھو تو شعور
ہوتے ہو اپنے لئے آپ ہی خود خوار فتور

ہاشمیوں نے جو حسنین کو دیکھا زخمی　　آتش غیظ و غضب ان کی بھڑک اٹھیگی
بچہ بچہ نظر آئے گا عدو جانی　　ایک کر دے گا ہر اک ہاشمی خوں اور پانی
تم میں ہر ایک کی گردن کو وہ کر دیں گے قلم
تم کو اک حملہ میں پہنچا دیں گے وہ مُلکِ عدم

قتلِ عثمان ہے اس وقت ہمارا مقصد　　اور اُس کی یہ غلط کرتے ہو تم جد و جہد
پاسبانوں پہ بہت پہنچ گئی اس کی زد　　اس کی بس ایک یہ تدبیر ہے آسان بیحد
بیتِ عثمان پہ اک زینہ سے چڑھ جائیں گے
اور اچانک انہیں ہم قتل ہی کر آئیں گے

آخرش زینہ سے وہ بیتِ خلیفہ پہ چڑھے　　بے اجازت و بلا پردہ زنانہ میں گھُسے
قصد گستاخی سے تلواروں کو ہاتھوں میں لئے　　نزدِ عثمان دلیری سے ہوئے جا کے کھڑے
جز زن و شو کے کوئی گھر میں نہیں تھا موجود
پاسباں کچھ تو رہے چھت پہ تو کچھ زیرِ حدود

شاہِ عثمان کو بے رحموں نے جاتے ہی وہاں　　اپنی تلواروں کی دھاروں کا بنا ڈالا نشاں
جسمِ نازک کی رگ و پے سے ہُوا خون رواں　　آن کی آن میں رخصت ہوئی عثمان کی جاں
آئے تھے جیسے اسی راہ کو بھاگے قاتل
پاسباں سب رہے اس کیدِ عدو سے غافل

کس قدر ظلم و جفا ان کا سہا عثمان نے　　بھوک اور پیاس کی شدت کو چکھا عثمان نے
جان دی اپنا کیا وعدہ وفا عثمان نے　　ماشاءاللہ عجب صبر کیا عثمان نے
لیکن آپس کی لڑائی کو گوارہ نہ کیا
بال بیکا کسی مُسلم کا نہیں ہونے دیا

ان کی زوجہ یہ ستم دیکھ کے چلّانے لگیں　　شور و غوغا میں یہ آواز نہیں پہنچی کہیں
خود چڑھیں چھت پہ کہا ہائے پتہ تم کو نہیں　　چھوڑ کر تم کو خلیفہ تو گیا خلدِ بریں
ظالموں نے اُن کو بیدردی سے کر ڈالا شہید
جاں بری ہو نہ سکی ایسا کیا حملہ شدید

یہ خبر سُن کے ہر اک پیر و جواں دَوڑ پڑا　　سعد و طلحہ بھی زبیر اور علی شیرِ خدا
سخت حیراں ہوئے اور دل بھی نہ قابو میں رہا　　بیت عثماں پہ سب آئے بصد رنج و عنا
خاک اور خون میں پڑا دیکھا شہیدِ مظلوم
ذبح کر ڈالا گیا شوہرِ اُمِّ کلثوم

اس شہادت کو کہا بعض نے پہلا فتنہ　　بعض بولے یہ ہے اسلام میں پہلا رخنہ
بعض بولے کہ بڑا تلخ ہے اس کا ثمرہ　　اہلِ اسلام میں خونریزی کا ہے سرچشمہ
ابتو آپس میں مسلمان لڑیں گے افسوس
ہر دو جانب میں مسلمان مریں گے افسوس

خاص تشریق کے ایّام میں ذی الحجہ کی　　سن تھا پینتیسواں عثماں نے شہادت پائی
عمر پاک آپ کی اس وقت بیاسی کی تھی　　اور خلافت بھی رہی بارہ برس تک ان کی
بعدِ مغرب شب شنبہ کو بآرائے جمیع
دفن کے واسطے احسن ہوا تجویز بقیع

# توصیفِ حضرت علی رضی اللہ عنہ

امام الاولیاء حضرت علی تھے　　رئیس الاتقیا حضرت علی تھے

قریشی ہاشمی تھے یہ نسب میں　　وجیہہ و خوش لقا حضرت علی تھے

مواخات اور نسب دونوں بنا پر　　اخی مصطفےٰ حضرت علی تھے

ہوا ہے عقد ان کا فاطمہ سے　　تو ختنِ مصطفےٰ حضرت علی تھے

جہاں میں تھی شجاعت ان کی مشہور　　جواں شیرِ خدا حضرت علی تھے

لرز جاتے بہادر نام سُن کر　　وہ باہیبت فتیٰ حضرت علی تھے

نبی کا سلسلہ ان سے چلا ہے　　سیادت کی بنا حضرت علی تھے

یہ نو عمروں میں پہلے لائے ایماں　　تو فطری رہنما حضرت علی تھے

علومِ ظاہری و باطنی میں　　امام و مقتدیٰ حضرت علی تھے

حوادث کے مسائل مشکلہ کے　　بڑے عقدہ کشا حضرت علی تھے

ریاضت میں نہ کیوں شہرہ ہو اُن کا　　کہ شاہِ اصفیا حضرت علی تھے

ہر اک حاجت میں ہر مشکل میں سب کے　　معینِ مشکلکشا حضرت علی تھے

نہ کیونکر ہو تصرف ان کے در سے　　جہاں کے بادشاہ حضرت علی تھے

خطیبوں کے فصیحانِ عرب کے　　مسلّم پیشوا حضرت علی تھے

مناقب کا یہ ہے اجمال اجمل
حبیبِ مصطفےٰ حضرت علی تھے

# غزل

عباد کی آنکھوں میں ہے تنویر علی کی
زہاد کے سینوں میں ہے تاثیر علی کی

ہے حب علی حب پیمبر کی علامت
ایمان کی پہچان ہے توقیر علی کی

جب ان کے لئے صاف ہے جنت کی بشارت
کیا خلد نہیں ہو گئی جاگیر علی کی

ہارون کو موسٰے نے کیا جیسا خلیفہ
ایسی ہی تو کی شاہ نے توقیر علی کی

کر دیتی تھی اک دم میں شجاعوں کا ڑا کھیت
خوں ریز جہاں سوز وہ شمشیر علی کی

سرکار نے خیبر میں دیا فتح کا جھنڈا
اس روز تو فائق ہوئی تقدیر علی کی

حیران کیا کرتی ادیب و خطبا کو
بیساختہ ہوتی تھی جو تقریر علی کی

دشمن ہے وہ اللہ و نبی و خلفا کا
کرتا ہے جو ادنٰی سی بھی تحقیر علی کی

جس قلب میں ہو حب غنی الفت شیخین
واللہ وہی کرتا ہے توقیر علی کی

فضل ان کے احادیث میں وارد ہوئے اجمل
کرتی ہے صفت آیۂ تطہیر علی کی

# منقبت حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ

اللہ تعالےٰ ہے مددگار علی کا
محبوب خدا بھی ہے طرفدار علی کا

دو پھول حسن اور حسین جس میں کھلے ہیں
دنیا میں ہے بس اک وہ گلزار علی کا

فرمایا نبی نے یہ احادیث میں سن لو
منجملہ عبادات ہے دیدار علی کا

فرمایا علی مجھ سے ہے اور میں ہوں علی سے — ہے کتنا فزوں مرتبہ سرکار علی کا
فرمایا کہ میرا ہے عدو دشمن حیدر — میرا ہے طلبگار طلبگار علی کا
جس سینہ کو مس کرکے دعا کی ہے نبی نے — وہ سینہ ہے گنجینۂ اسرار علی کا
مولا کی عداوت ہے منافق کی علامت — مومن ہے باخلاص طلبگار علی کا
خالی نہیں پھرتا ہے جہاں سے کوئی سائل — واللہ وہ دربار ہے دربار علی کا
کہتا ہے وہابی کہ یہ مختار نہیں ہیں — مردود سگِ در بھی تو ہے مختار علی کا
اجماع صحابہ سے خلافت ہوئی ان کی — یہ فضل نہیں قابلِ انکار علی کا

تھے اپنے زمانہ میں یہی افضل اصحاب
اجمل یہ شرف ہے مرے سرکار علی کا

## مرثیہ خلیفۂ چہارم

کتنے اعلےٰ ہیں منازل و مقامات علی — کتنی بالا ہیں مناجات وعبادات علی
کتنی آیات سے ثابت ہیں کمالات علی — کتنے وارد ہیں احادیث میں حالات علی

جس قدر ان کے فضائل میں حدیثیں آئیں
اس قدر اور صحابہ کے لئے آئی نہیں

دوسرے روز شہادت سے شہ عثمان کی — دستِ حیدر پہ سب اصحاب نے بیعت کی تھی
اہلسنت نے جو ترتیب خلافت رکھی — اسمیں ہے حضرت مولا کی خلافت چوتھی

بے شبہ جیسے تھیں وہ تینوں خلافت حقہ
اہل حق اس میں بھی کرتے نہیں کوئی شبہ

اس خلافت کے خلاف ایسا نیا فتنہ اُٹھا　　جس سے اسلام کی دنیا میں بڑا شور مچا
جس سے اعمال و عقائد پہ اثر پڑنے لگا　　جس سے ناخواندہ مسلمان ہوئے ابلہ ہوا

یعنی اک فرقہ بنا جس کا خوارج ہوا نام
جسکے نزدیک علی تھے نہ خلیفہ نہ امام

مدعی تھے یہ خوارج کہ مسلماں ہم ہیں　　اہل حق اہلِ ولا عاملِ قرآں ہم ہیں
اہلِ علم اہلِ ورع صاحب عرفاں ہم ہیں　　مذہب حق کے فقط سچے نگہباں ہم ہیں

اتباعِ سنت کو نین ہے ہم کو حاصل
بس ہماری ہی جماعت ہے خدا سے واصل

ان کے پُر مکر تدین پر فدا ہونے لگے　　بعض وہ عام مسلمان جو ناواقف تھے
بعض اغراض کے باعث ہوئے ان کے بندے　　سادہ لوحی سے ہوئے سینکڑوں پیروان کے

یہ وجہ تھی کہ مسلمان ہوئے ان کے شکار
یوں خوارج کی جماعت ہوئی صدہا و ہزار

جب خوارج پہ گذرنے لگے یہ لیل و نہار　　ان پہ سودائے حکومت کا ہوا بھوت سوار
سدِ رہ ان کو نظر آیا خلیفہ کا وقار　　اس لئے پہلے اُنہوں نے کیا لشکر تیار

چل دیا دار خلافت کی طرف یہ لشکر
میٹ دے تا کہ یہ سب شوکتِ شاہِ حیدر

ان کے لشکر کا خلیفہ کو پتہ چل ہی گیا　　آپ نے ان کے تقابل کے لئے حکم دیا
ابن عباس کو ان لوگوں کا سالار کیا　　جلد یہ لشکرِ جرار بصد شوق چلا

جنگجو جنگ کے میدان میں اک دم پہنچے
بزدلوں کے لئے جس طرح کہ رستم پہنچے

صف بنیں جنگ کا طرفین سے آغاز ہُوا — پہلے حملہ میں خوارج کا قدم جم نہ سکا
حوصلے پست ہوئے ہاتھ کسی کا نہ اُٹھا — آخرش قتل ہوئے نعشوں کا انبار لگا

کی صفیں ان کی مُسلمانوں نے درہم برہم
چھا گئی سر پہ خوارج کے قضائے مبرم

کر دیا کتنے خوارج کو تو فوراً فی النار — آن کی آن میں نعشوں کے لگائے انبار
اک جماعت نے کیا ان میں سے حق کا اقرار — خوب باطل کے مقابل ہوا حق کا اظہار

باقی ماندہ جو رہے بھاگ گئے میدان سے
نہرواں پہونچے وہاں راہ زنی کرنے لگے

پھر خلیفہ نے اسی کوفہ سے کی فوج کشی — نہرواں ہی کی طرف جبکہ خبر اُن کی سُنی
خود بھی ہمراہ ہوئے حضرت مولائے علی — تاکہ اس فتنہ کے مٹنے میں نہ رہ جائے کمی

نہرواں جاکے خوارج سے کیا سخت قتال
تاکہ اس فرقۂ باطل کا چلا جائے وبال

پھر خلیفہ نے یہ فرمایا کہ تم اسے لوگو — جنگ کرنے میں کبھی اُن سے تردد نہ کرو
ہیں یہ بیدین اور ابلیس لعیں کے پیرو — ہوگا ان لاشوں میں ذوالثدیہ کا لاشہ دیکھو

ان خوارج کی خبر دی ہے مرے مولیٰ نے
خاص ذوالثدیہ کا تو نام لیا آقا نے

ان کی لاشوں میں جو ذوالثدیہ کا لاشہ نکلا — بولے سب ہے یہ وہی کفر و ضلالت والا
ایک بولے یہ علی سے کہ ہمیں خوف ہے کیا — ابتو باقی نہ رہا کوئی بھی فرد ان میں کا

شہ نے فرمایا کہ یہ مٹ نہیں سکتے واللہ
ہوگی ہر قرن میں ان میں کی جماعت گمراہ

الغرض جو رہے پوشیدہ خوارج باقی — ان میں اک اور شرارت کی نئی لہر اُٹھی
ابن ملجم تھا اسی فرقہ کا اک فرد شقی — اس نے کی مکّہ میں اک خاص کمیٹی اپنی

طے ہوا یہ کہ معاویہ علی عمرؓ ہوں قتل
ابن ملجم تو کرے قتل علی کو بے فصل

اک زنِ خارجی تھی جس کا سنا نام قطام — ابن ملجم کو تھی اس زن سے بہت اُلفت تام
مہر تھا تین ہزار اس کا جو درہم ہوں تمام — اور تھا قتل علی مہر میں مشروط پیام

اسی ناپاک ارادہ سے یہ کُوفہ کو چلا
اور وہاں جا کے خوارج سے یہ درپردہ ملا

ابن ملجم نے خوارج پہ یہ اظہار کیا — آپ کے کُوفہ میں آنے کا سبب ہے یہ مرا
قتل ہو جائیں بہت جلد علی شیرِ خُدا — بولے وہ لوگ بہت اچھا ہی یہ عزم ترا

ہم بھی امداد کریں گے تری حتی المقدور
بے خلاف ہم کو بھی تجویز ہے تیری منظور

سن تھا چالیسواں ہجری کا شہادت ہوئی جب — آئی رمضان کی بھی سترہ تاریخ کی شب
شب جمعہ کی تھی وہ تھی آخری ساعات طرب — اس میں اس طرح سے مجروح ہوئے فخرِ عرب

ابن ملجم و شبیبِ اشجعی دونوں مل کر
آ چھپے تھے مع ہتھیار درِ مولےٰ پر

آج کی رات میں حیدر رہے اکثر بیدار — دل میں تھا جذبۂ وصل آنکھوں میں شوقِ دیدار
صحن میں آئے کئی بار مکاں سے سرکار — جانب چرخ نظر کر کے یہ کہتے ہر بار

دینے والے نے خبر جھوٹی نہیں دی بخدا
یہ وہی رات ہے مجھ سے ہوا وعدہ جس کا

جب سحر ہو گئی فرمایا کہ اے بیٹے حسن — خواب میں دیکھے ہیں میں نے اسی شب فخر زمن
عرض کی میں نے اے دافع ہر رنج و حزن — میں نے اُمت سے تری پایا نہ آرام و سکن
شہ نے فرمایا کہ تو اس کے لئے کر دے دعا
میں نے کی اپنے اور اس کے لئے مولیٰ سے دعا

اسی اثنا میں مؤذن حاضر ہوا اندر — عرض کی وقت جماعت ہے قریب اے حیدر
سونے والوں کو جگاتے ہوئے آئے در پہ — عزم مسجد کا کیا نکلے مکاں سے باہر
آپ پر بڑھ کے شبیب اشجعی نے حملہ کیا
لیکن اس سیف کا وار آپ کی چوکھٹ پہ پڑا

ابن ملجم نے اسی دم کیا تلوار کا وار — جس سے دو پارا ہوئی پاک جبین سرکار
تا دماغ اس کا اثر پہونچ گیا تھا زنہار — سر میں وہ زخم لگا ہو گیا جو آر سے پار
رہے یکشنبہ کی شب تک یہ خلیفہ بحیات
شب یکشنبہ میں آخر ہوئی حیدر کی وفات

ابن جعفر و محمد مع حسنین کرام — چاروں حضرات نے دی غسل کی خدمت انجام
جمع تھے ان کے جنازہ پہ خواص اور عوام — اور ہوئے شاہ حسن ان کے جنازے کے امام
قبر اطہر کے مواضع میں روایات ہیں چند
اس کی تعیین ہے پرواز سے اعقل کی بلند

# مجلس چہارم

## منقبت اہلِ بیت کرام

کسقدر اونچا ہُوا عز و علائے اہلبیت
جبکہ وارد ہے حدیثوں میں ثنائے اہلبیت

ہے کلام اللہ میں خود ان کی پاکی کا بیاں
آیۂ تطہیر نازل ہے برائے اہلبیت

خالقِ عالم تمہاری جب صفت ظاہر کرے
پھر نہ ہو کیوں ہر زباں مدحت سرائے اہلبیت

پاک فرمایا تمہیں حق نے بُرے اخلاق سے
ہو پسند حق نہ پھر کیوں ہر ادائے اہلبیت

صوفیا فرماتے ہیں ہر عصر ہر اک قرن میں
قطب ہوتا ہے میان اولیائے اہلبیت

اللہ اللہ نارِ دوزخ ان پہ فرمادی حرام
کسقدر اعزاز کرتا ہے خدائے اہلبیت

کیا طہارت ہے کہ صدقہ ہو گیا تم پہ حرام
تاکہ دھبّہ میل کا تم پہ نہ آئے اہلبیت

شہ نے فرمایا مری اُمت کے ہیں رہبر ہیں دو
ایک تو قرآن دیگر اتقیائے اہلبیت

ہر دُعا موقوف ہے جبتک نہ ہو تم پہ درود
شاہ نے ظاہر کیا یہ اعتلائے اہلبیت

شہ نے فرمایا کہ حق نے دی خلاصی نار سے
فاطمہ کو اور جن میں ہے ولائے اہلبیت

خود کہا جعفر نے حَبْلُ اللہ کی تفسیر میں
کوئی حبل اللہ نہیں ہے ماسوائے اہلبیت

ان میں اجمل خون ہے اللہ کے محبوب کا
ہے ولائے مصطفےٰ پھر تو ولائے اہلبیت

# مقام اہلبیت کرام

اہلسنت کرتے ہیں توقیر اہلبیت کی
خارجی ہے جو کرے تحقیر اہلبیت کی

منکرو ان کی ثنا خواں ہیں احادیث نبی
مدح خواں ہے آیۂ تطہیر اہلبیت کی

ان کی عزت کرتے تھے حضرت محمد مصطفٰےؐ
حق تعالٰی کرتا ہے تشہیر اہلبیت کی

کرتے تھے تعظیم ان کی کل صحابہ تابعین
ساری اُمّت کرتی ہے توقیر اہلبیت کی

ان کی اُلفت ان کی عزّت جان ہے ایمان کی
ہے نبی کی دشمنی تحقیر اہلبیت کی

بوستان مصطفٰےؐ کے ہیں یہی خوشرنگ پھول
ہے نبی کا آئینہ تصویر اہلبیت کی

آجتک تاریک قلبوں تیرہ بختوں پر سدا
نور باری کرتی ہے تنویر اہلبیت کی

یوم محشر کا تمہیں کیا ڈر سگانِ اہلبیت
جبکہ ہے خلد بریں جاگیر اہلبیت کی

ان میں داخل ہیں بنو ہاشم و ازواج نبی
آل زہرا ہی نہیں تفسیر اہلبیت کی

رافضی کہتا ہے حیدر۔ فاطمہ۔ سبطین چار
ہے اسی معنیٰ میں بس تشہیر اہلبیت کی

درحقیقت ہیں نسب سکنیٰ۔ ولادت تین بیت
کُل سے سُنی کرتے ہیں تعبیر اہلبیت کی

شاہ کے حیدی نسب اولاد اور ازواج کو
سب کو شامل آیۂ تطہیر اہلبیت کی

رافضیو جمع ہو سکتا نہیں اک قلب میں
بغض اصحاب نبی۔ توقیر اہلبیت کی

قطعہ

کرتے اہلبیت خود سارے صحابہ کا ادب
خود عمل شاہد ہے اور تحریر اہلبیت کی

جب روافض کے یہاں حب صحابہ کفر ہے
ان کو لازم ہے کریں تکفیر اہلبیت کی

اہلبیت پاک کی عزت صحابہ کا وقار — عزتِ اصحاب ہے توقیر اہلبیت کی

سچی اُلفت اور عقیدت ہو عطا اجملؔ کو بھی

ہو معین بہرِ عدو شمشیرِ اہلبیت کی

---

## دیگر

اللہ اللہ کتنا بالا ہے بیانِ اہلبیت — مصطفےٰ کا مدح خواں ہے مدح خوانِ اہلبیت

ان کی مدحت ہے کلام اللہ کی آیات میں — ہے حدیثوں میں بھی ذکرِ قدر و شانِ اہلبیت

جس نے اُلفت اُن سے کی اسکو بشارت خلد کی — اے زہے قسمت تمہاری والہانِ اہلبیت

ان کا حب مولیٰ کا حب انکی رضا حق کی رضا — ایسا قرب ایسی فضیلت ہے نشانِ اہلبیت

شہ نے فرمایا مری اولاد کے اعدا ہیں شر — خیر ہیں وہ لوگ جو ہیں عاشقانِ اہلبیت

کامل الایمان وہ ہیں جن کو جاں اولاد سے — ہوں پیارے مصطفےٰ اور خاندانِ اہلبیت

عاشقانِ کبریا ہیں عاشقانِ مصطفےٰ — عاشقانِ مصطفےٰ ہیں عاشقانِ اہلبیت

سب نسب تو قطع ہو جائیں گے محشر میں مگر — منقطع ہرگز نہ ہوگا دودمانِ اہلبیت

جس نے دی ایذا نبی کو اس نے ایذا حق کو دی — اور موذی ہیں نبی کے موذیانِ اہلبیت

دشمنانِ کبریا ہیں دشمنانِ مصطفےٰ — دشمنانِ مصطفےٰ ہیں دشمنانِ اہلبیت

ان کی درگاہِ معلےٰ قبلۂ حاجات ہے — بوسہ گاہ اولیا ہے آستانِ اہلبیت

یہ دعا ہے اجملؔ عاصی کی اے ربِ جہاں

پھولتا پھلتا رہے بس بوستانِ اہلبیت

---

# مدحتِ قریش

ہے کس قدر بلند فضیلت قریش کی
مدحت حبیبِ حق کی ہے مدحت قریش کی

قرآن میں بھی اُن کے فضائل کا ذکر ہے
مدحت حدیث میں ہے بکثرت قریش کی

کیا جانے ان کے رُتبہ کو بے علم و بے سمجھ
اہلِ کمال کرتے ہیں عزت قریش کی

ان کے لئے حدیث امامت ہوئی جو پیش
انصار نے بھی مانی خلافت قریش کی

علم و کمال عزّ و سیاست ہی میں نہیں
ثابت ہے ہر شرف میں سیادت قریش کی

ان سے جو آگے بڑھ گیا ہو جائے گا ہلاک
ہے باعثِ فلاح قیادت قریش کی

اُلفت جو اُن سے رکھے وہ محبوبِ حق بنے
ہے باعثِ جحیم عداوت قریش کی

جبریل بولے ساری زمیں میں نے دیکھ لی
لیکن نہ دیکھی جتنی ہے عزّت قریش کی

رُسوا کرے گا اس کو خدا دو جہان میں
جو شخص چاہتا ہے مذلّت قریش کی

اہلِ زمیں کے واسطے ہر حادثہ کے وقت
ہے باعثِ نجات مودّت قریش کی

اُلفت خدائے پاک کی ہے حبِّ مصطفےٰ
اور حبِّ مصطفےٰ ہے محبت قریش کی

غیر قریش کب ہیں خلافت کے مستحق
جب آ چکی حدیث امامت قریش کی

اجمل نہ کیوں قریش کی عزّت ہو ہم پہ فرض
کرتے تھے جب رسول بھی عزّت قریش کی

# محبّت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

لاریب حبِّ حق ہے محبّت رسول کی
اور طاعتِ خدا ہے اطاعت رسول کی

حبِّ خدائے پاک ہے ایمان کا نشان
ایمان کا کمال ہے اُلفت رسول کی

ایمان کیا ہے حبِّ پیمبر کا نام ہے
اور کُفر کیا ہے بغض و عداوت رسول کی

تعظیم ہے رسول کی تعظیم کبریا
توہین کبریا ہے اہانت رسول کی

عشاق کو عزیز ہے دُنیا کی ہر وہ شے
حاصل ہو جس کو ادنیٰ سی نسبت رسول کی

تعظیم جانشین پیمبر کی فرض ہے
حاصل ہے خاص اس کو نیابت رسول کی

جس نے مدینہ والوں پہ جور و ستم کیا
اس پہ خدا کا خوف ہے لعنت رسول کی

وارد ہے صاف طور سے یہ خود حدیث میں
اہلِ عرب کا حب ہے محبت رسول کی

اہلِ عرب سے جس نے رکھا بغض اور حسد
اس کے لئے نہ ہوگی شفاعت رسول کی

بالخصوص عرب سے نہ ہو جس کو دوستی
اس کو نہ مل سکے گی مودت رسول کی

وہ خود حبیب ہو گئے عشاق کے یہاں
حاصل ہے جن نفوس کو قربت رسول کی

قرآنِ پاک سے یہ پتہ صاف چل گیا
عزّت ہے اہلِ بیت کی عزّت رسول کی

سمجھو کہ بغض آل ہے بغض رسول پاک
اور حبّ اہلِ بیت ہے اُلفت رسول کی

اتنی سی بات خارجی فرقہ سے پوچھ لو
کیا بغض اہلِ بیت ہے حُرمت رسول کی

اجمل جب اپنی آل تھی محبوب شاہ کو
ہم کو نہ کیوں عزیز ہو عترت رسول کی

# منقبت حضرت امام حسن رضی اللہ عنہٗ

تھے جناب مرتضیٰ کے جانشیں حضرت حسن
سبطِ پیغمبر امیر المومنین حضرت حسن

نورِ چشمِ فاطمہ تسکینِ قلبِ مرتضےٰ
راحتِ جانِ امام المرسلیں حضرت حسن

ثمرۂ باغِ رسالت۔ غنچۂ نخلِ ولا
فاطمی گلشن کے گُل تھے بہتریں حضرت حسن

مہرِ چرخِ احمدی۔ ماہِ سماءِ حیدری
فاطمی منزل کے نجمِ اولیں حضرت حسن

لعلِ کانِ احمدی۔ یاقوتِ کوہِ حیدری
فاطمی معدن کے ہیں پہلے نگیں حضرت حسن

حیدری پیغمبری معدن کے جوہر بے بہا
فاطمی قلزم کے ہیں دُرِّ ثمیں حضرت حسن

مظہرِ علم و ہدایت۔ مصدرِ رشد و سلوک
غیبی اسرار و حقائق کے امیں حضرت حسن

آپ تھے عالم و عابد متقی صاحب فن کا
با وجاہت ذی وقار و خوش نشیں حضرت حسن

اپنے نانا کے مشابہ صورت و سیرت میں تھے
خوش لقا۔ خورشید پیکر۔ مہ جبیں حضرت حسن

مصطفےٰ نے نام پاک ان کا حسن یوں رکھ دیا
کہتے آئے ان کو جبریل امیں حضرت حسن

مصطفےٰ نے بر سرِ منبر یہ لوگوں سے کہا
کر ہی دیں گے صلح بین المسلمیں حضرت حسن

جود و بخشش کا یہ عالم تھا کہ دیتے ایک لاکھ
اپنے منگتا سے نہ کہتے تھے نہیں حضرت حسن

حضرت صدیق و فاروق و غنی اصحاب سب
کہتے تھے محبوب رب العالمیں حضرت حسن

گرچہ اجمل تجھ پہ ہے رنج و مصائب کا ہجوم
میٹ دیں گے ایک دم میں بالیقیں حضرت حسن

# مجلس پنجم

## خلافت حضرت حسن رضی اللہ عنہ

جب ہو گئی حضرت حیدر کی شہادت
خطرہ میں پڑا اسلام ہی تو نظمِ سیاست
پیش آئی خلیفہ کی بہت سخت ضرورت
لیکن رکھیں کس دوش پہ یہ بارِ امامت

اس چیز کا احساس کیا پیر و صبی نے
یہ مشورہ طے کر لیا آپس میں سبھی نے

ہے امرِ خلافت کے لئے سب سے ہی بہتر
خود شاہ حسن ابن علی سبطِ پیمبر
جو عالم و زاہد بھی ہے اور ہادی و رہبر
جو صاحبِ حشمت بھی ہے ہم لوگوں کے اندر

سب مان لو یہ ایک خلافت کے ہے لائق
دیکھو نہیں مل سکتا حسن سے کوئی فائق

آخر یہی طے پایا کہ اب کوفہ کے سردار
سب مجتمع شان میں ہوں حاضرِ دربار
خود پوچھیں گے۔ تم آج ہو کس شے کے طلبگار
ہم عرض کریں امر ہے یہ قابلِ اظہار

صد آہ ہوئی آپ کے والد کی شہادت
خالی ہوا سلطان سے اب تختِ خلافت

ہیں حضرت حیدر کے پسر آپ ہی اکبر
زہرا کے ہیں فرزند کلاں آپ ہی سرور
ہوتے تھے سوار آپ ہی تو دوشِ نبی پر
وارد ہے خلافت کی خبر آپ کی رہبر

ہیں آپ میں واللہ خلافت کے شرائط
ہیں آپ میں سب جمع امارت کے شرائط

دربار میں ہم اس لئے حاضر ہوئے حضرت — منظور کریں آپ امارت و خلافت
سرکار ہمیں دیجئے اب اتنی اجازت — ہم لوگ تو اب کرلیں تمہیں ہاتھ پہ بیعت

واللہ کہ بس آپ ہیں سردار ہمارے
ہم آپ کے ہیں آپ ہیں مختار ہمارے

سی سالہ خلافت میں یہ دکھلائی خلافت — منہاج نبوت یہ بھی کہلائی خلافت
واللہ حدیثوں میں یہ خود آئی خلافت — اجماع سے بھی حق یہی ٹھہرائی خلافت

چھ ماہ حسن کی یہ خلافت رہی جاری
ختم اس پہ خلافت ہوئی وہ تیس برس کی

پھر آپ نے بھیجا یہ معاویہ کو پیغام — آپس کی لڑائی کا بُرا ہوتا ہے انجام
مقدار خلافت کے ہوئے تیس برس تام — اب صرف حکومت ہے خلافت کا گیا کام

میں امر خلافت سے تو بس ہو گیا مایوس
اور صرف حکومت سے طبیعت نہیں مانوس

پھر سونپا معاویہ کو یہ امر خلافت — خود ان کے لئے خالی کیا تخت حکومت
اجماع سے ثابت ہوئی اب ان کی امارت — اب فرض ہوئی سب پہ معاویہ کی طاعت

سرکار حسن کو یہ معاویہ خلیفہ
دیتے رہے اک لاکھ کا سالانہ وظیفہ

اس صلح کا اصحاب حسن کو ہوا صدمہ — لیکن وہ زباں سے نہیں کہتے کوئی فقرہ

شہزادہ نے محسوس کیا اُن کا یہ خطرہ فرمایا یہ ہے میرے لئے نانا کا مژدہ
یہ صلح کرائے گا مسلمانوں کے اندر
آپس کی لڑائی کو مٹائے گا یہ رہبر
پھر آپ نے کوفہ کی اقامت ہی کو چھوڑا خود آپ مع اہل چلے جانب بطحا
اور دار اقامت ہی مدینہ کو بنایا تا آخر دم نانا کی قربت کو نبھایا
اجمل انہیں مخلوق یہاں دیکھنے آتی
اس چہرہ میں محبوب کی شاں دیکھنے آتی

## مرثیہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہٗ

بیشک حبیب خالق کونین تھے حسن نورِ نگاہِ صاحب قوسین تھے حسن
مولے علیؑ کے قرۃ عینین تھے حسن اور فاطمہؑ کے قلب ہی کے چین تھے حسن
یہ سب مہاجرین کی آنکھوں کا نور تھے
انصار و اہلِ بیت کے وجہ سرور تھے
ہر علم و فضل میں یہ مسلّم تھے پیشوا علم سلوک میں تو یہ تھے خیر اصفیا
جاہ و وقار عزّ و حشم میں تھے مجتبےٰ جود و کرم و داد و دہش میں تھے بادشاہ
از فرق تا قدم تھے حسن مظہر نبی
ہم شکل فاطمہ تھے وہم صورت علی

اس در پہ جو بھی آیا اُبھرتا چلا گیا ہر ایک سر سے بار اُترتا چلا گیا
منگتا جو آیا جھولیاں بھرتا چلا گیا محبوس بیڑیوں کو کترتا چلا گیا

خالی نہ پھر سکا کوئی اس در سے نامراد
واپس ہُوا ہر ایک ہی منگتا یہاں سے شاد

حضرت حسن کے جود و سخا کا یہ حال تھا سائل کو ایک بار میں اک لاکھ مل گیا
خود تین بار مال کا آدھا عطا کیا دو بار راہِ حق میں سبھی مال دے دیا

کیونکر نہ یہ سخا ہو کہ سبطِ نبی ہیں یہ
کیونکر نہ یہ عطا ہو کہ ابن علی ہیں یہ

افسوس ایسے شخص کی حرمت میں ہو کمی افسوس ایسی ذات سے ہو قلب میں کجی
افسوس اس شفیق سے ہو پھر نہ دوستی افسوس اس کریم سے ہو دل میں دشمنی

واللہ اس کے قلب میں خوف خدا نہیں
جس نے حسن کا پاس ادب کچھ کیا نہیں

حضرت حسن کا بغض ہو جس قلب میں ذرا ہے اس میں بغض فاطمہ اور بغض مرتضےٰ
ان سب کا بغض جب ہے، تو ہے بغض مصطفےٰ اور بغض مصطفےٰ ہے تو ہے بغضِ کبریا

نکلا یہی نتیجہ کہ حضرت حسن کا بغض
حضرت نبی کا بغض ہے رب المنن کا بغض

پھر کس قدر دلیر ہے خوں وار ہے وہ شخص دشمن ہے بے ادب ہے، ستمگار ہے وہ شخص
ظالم ہے سخت دل ہے جفا کار ہے وہ شخص سرکش ہے بد عمل ہے گنہگار ہے وہ شخص

جس نے دیا ہے زہر جناب امام کو
تکلیف اُس نے دی ہے رسول انام کو

تیزی نے زہر کی یہ دکھا ہی دیا اثر   اسہال ہوتے دن میں بھی اور ہوتے رات بھر
سب پاش پاش ہو گئے تھے قلب اور جگر   آنتوں کے ٹکڑے آتے تھے کٹ کٹ کے الحذر

تکلیف اس کی سہتے رہے حضرت امام
چالیس روز تک متواتر و بالدوام

مشہور جب یہ قصہ مدینہ میں ہو گیا   آنے لگے عزیز احبا و آشنا
حیران تھا ہر ایک کہ آخر یہ کیا ہوا   کس نے امام پر یہ کیا ظلم اور جفا

پوچھا جو اہلِ بیت سے قاتل بھی ہے کہیں
سب نے کہا کہ اس کا پتہ ہم کو بھی نہیں

حضرت حسن سے پوچھا امام حسین نے   اے بھائی کس کا فعل ہے یہ نام لیجئے
کیا ایسا صدمہ آپ سے پہنچا بھلا اُسے   جس کا جواب اُس نے دیا تیز زہر سے

لِللہ آپ اس کو بتا دیجئے ضرور
جس نے کہ قرن امن میں پھیلا دیا فتور

فرمایا اے حسین بتاؤں اگر میں نام   ظاہر ہے مجھ سے تم کو ہے کس درجہ حب تام
اور اقتضائے حب ہے، کہ ہو جوش انتقام   حاصل یہ ہے کہ قتل کرو گے اُسے امام

بولے حسین اس میں ذرا شبہ و شک نہیں
اس قتل میں ہماری تو کچھ بھی ہتک نہیں

فرمایا اے حسین گماں جس پہ ہے مرا   قاتل اگر وہی ہے تو ہے منتقم خدا
اور وہ اگر نہیں تو بھلا کب ہے یہ روا   میرے سبب سے دو کسی ناکردہ کو سزا

مجھ کو دیا گیا ہے یہی زہر چند بار
لیکن یہ اب کی بار کا ہے تیز ناگوار

دیکھا حسین نے کہ حسن کا ہے حال زار ‌ ‌ ‌ آثار رنج و حزن ہیں چہرہ پہ بے شمار
پوچھا کہ بھائی جان ہو تم سخت بُردبار ‌ ‌ ‌ پھر کیوں ہیں آپ اتنے پریشان بیقرار

اب آ رہی ہے وصل کی قربت کی وہ گھڑی
جس کی طلب میں شاق تھی ہر آن زندگی

اے بھائی آپ دیکھیں گے نانا کو عنقریب ‌ ‌ ‌ دیدار ہو گا نانی خدیجہ کا بھی نصیب
مادر پدر کی شان نظر آئے گی عجیب ‌ ‌ ‌ دیکھو گے ماموں قاسم و طاہر کو بھی حبیب

جعفر چچا کی آپ زیارت کریں گے اب
پھر باوجود اس کے ہے کیا کرب کا سبب

فرمایا اے حسین مرے اب ہیں رُوبرو ‌ ‌ ‌ کتنی عجیب شان کی شکلیں ہیں چار سُو
کس درجہ دلفریب ہیں کیسی ہیں خوبرو ‌ ‌ ‌ کیسی ہیں خوش لباس پھر اس پر ہیں مشکبو

میں نے تو ان کا مثل نہیں دیکھا آج تک
قوم بشر سے یہ نہیں شاید ہوں یہ ملک

فرمایا نیز ستر یہ کھُلا میرے سامنے ‌ ‌ ‌ نقشہ ہے کربلا کا ترا میرے سامنے
آل نبی کا صبر و رضا میرے سامنے ‌ ‌ ‌ اعدا کا ظلم و جور و جفا میرے سامنے

اس وقت اس لئے ہے مجھے کرب اور بلا
منظر ہے کربلا کا مرے سامنے کھنچا

اور اے حسین سُن لو وصیت یہ آخری ‌ ‌ ‌ درگاہ عائشہ میں یہ درخواست ہے، مری
خواہش ہے مجھ کو روضہ میں مدفون ہونے کی ‌ ‌ ‌ گر لیں قبول اس کو تو کرنا جبھی سعی

مجھ کو گمان ہے قوم کرے اس کو ناپسند
اصرار اس پہ تم بھی نہیں کرنا دردمند

القصہ شاہِ عدل نے چالیس دن سہیں — تکلیفیں بیشمار۔ رہے رات دن حزیں
قاتل کا نام پھر بھی کسی سے کہا نہیں — جعدہ کا نام ہو بھلا کیسے پھر یقیں
جب محض ظن پہ حکم نہ فرمایا شاہ نے
تاریخ میں یہی تو خبر لکھنی چاہیئے

آخر شہید ہو گئے یہ حضرت حسنؑ — ہجری حساب سے تھا انچاسواں وہ سن
پنجم ربیع پاک تھی کہتے ہیں اہلِ فن — اور عمر کا اُن کی چھیالیس کا سخن
مدفن کے واسطے ہُوا طے جنت البقیع
پہلو میں فاطمہ کے ہوئے دفن یہ شفیع

حضرت حسین حسبِ وصیّت امام کے — خدمت میں عائشہ کے وہ درخواست لیگئے
اجمل یہ عائشہ کی اجازت کے لفظ تھے — میں نے کیا قبول اسے صدق قلب سے
مروان اس پہ جنگ کو آمادہ ہو گیا
اس واسطے بقیع میں دفن ان کو کر دیا

# قیامت نما حادثہ یعنی
# زمین کربلا کا خونی منظر

بیشک خدائے پاک کے محبوب تھے حسین — حضرت رسول پاک کے مرغوب تھے حسین
سارے مہاجرین کے مطلوب تھے حسین — انصار سب یہ کہتے تھے کیا خوب تھے حسین
لختِ علی تھے راحت قلب بتول تھے
گلزار اہل بیت کے خوشرنگ پھول تھے

طیبہ کی سرزمین میں پیدا ہوئے امام
چوتھا برس تھا اس سن ہجری کا لا کلام
شعبان کی تھی پانچویں تاریخ وقت شام
خود آئے دیکھنے کو انہیں سید انام

فرمایا اے علی یہ بنا میرے دل کا چین
دو نام اس کے رکھتا ہوں شبیر اور حسین

مشہور ہو چکی تھی اعزہ میں خاص کر
پیدائش امام کی پہلے ہی سے خبر
ایک خواب اُمِّ فضل نے دیکھا تھا خوب تر
لیکن وہ جانتی تھیں اسے خوابِ پُر خطر

حاضر ہوئیں جناب رسالت مآب میں
بولیں حضور میں ہوں بڑے پیچ و تاب میں

دیکھا ہے میں نے خواب پریشان بوالفضول
فرمایا کر بیان اُسے اور نہ ہو ملول
بولیں کہ وہ شدید ہے کیسے کہوں رسول
فرمایا پھر دوبارہ کہ اظہار کر بتول

کی عرض جسم شاہ کا اک ٹکڑا کاٹ کر
رکھا گیا ہے گود میں میری وہ الحذر

تعبیر دی کہ خواب بہت خوب ہے ترا
مژدہ یہ تیرے اور ہمارے لئے بنا
زہرا کے ہونے والا ہے فرزند دُوسرا
کہلائے گا جو ابن علی سبط مصطفےٰ

زہرا کے واسطہ سے وہ جز میرا ہی تو ہے
اور گود اُمِّ فضل کا گہوارہ ہی تو ہے

تھوڑے ہی دن کے بعد ہوا خواب کا ظہور
اجمل ہوا خوشی کے نشانات کا صدور
بیت علی میں ہونے لگی مجلس سرور
پایا بتول پاک نے یہ نُور بعد نُور

یعنی حسین فاطمہ کے پیدا ہو گئے
آغوشِ اُمِّ فضل میں وہ کھیلنے لگے

# مجلس ششم

# شہادت کی شہرت و خصوصیات

دُنیا میں بڑی قابلِ اکرام شہادت　　آفاق میں مشہور و خوش نام شہادت
ہستی میں ہر اک طرح سے ہو تام شہادت　　جو فرش سے ہو تا بفلک عام شہادت
ممتاز شہادت ہے وہ بس سبطِ نبی کی
زہرا کے پسر یعنی حسین ابن علی کی

جس دن ہوئی اس سبطِ پیمبر کی ولادت　　اُس روز سے مشہور ہوئی ان کی شہادت
تھی گرم خبر اُن کا تھا جب وقتِ رضاعت　　اُس وقت سے پھر ہوتی رہی اس کی اشاعت
یہ چیز تھی مشہور محبانِ علی میں
گھر والوں میں احباب میں اصحابِ نبی میں

کثرت سے حدیثوں میں شہادت کی خبر ہے　　یہ واقعہ مروی ہے جنابِ اُمّ فضل سے
کہتی ہیں میں حاضر ہوئی خدمت میں نبی کے　　آغوشِ نبی میں دیا فرزند یہ میں نے
دیکھا رُخِ سرکار پہ ہیں رنج کے آثار
چشمانِ نبی آنسو بہاتی ہیں لگاتار

یہ حال نبی دیکھ کے میں ہو گئی حیراں　　کی عرض کہ شہ پر مرے ماں باپ ہوں قرباں
کیا حال ہے سرکار کا کیوں آپ ہیں گریاں　　فرمایا کہ جبریل ابھی لائے یہ فرماں

اُمت مری کوفہ میں بہت ظلم کرے گی

اس میرے نواسے کا گلا کاٹ ہی دے گی

جبریل مرے پاس اُٹھا لائے وہ مٹی　　بُو آتی ہے اس مٹی میں تو کرب و بلا کی

اس مٹی کی رنگت میں بہت تیز ہے سُرخی　　یہ مقتل شبیر کی ہے خاک دکھائی

رکھو بحفاظت اسے تم شیشی کے اندر

بن جائے گی یہ قتل کے دن خون سراسر

مشہور حدیثیں ہیں اسی قسم کی اکثر　　مروی ہے کہ صفین سے جب لوٹے ہیں حیدر

جب مشہد شبیر پہ گذرا ہے یہ لشکر　　فرمایا علی نے ذرا تم ٹھیرو یہاں پہ

مقتل ہے یہ واللہ مرے لختِ جگر کا

بیشک یہ ہے مشہد مرے شبیر پسر کا

دی حق نے خبر حضرت جبریل کو اس کی　　جبریل نے سلطان مدینہ کو خبر دی

سرکار نبی نے مجھے یہ بات سُنائی　　اس مشہد اقدس کی مجھے خاک دکھائی

تفصیل سے اس جنگ کے احوال سُناؤں

میدان کے ہر چپہ کے حالات بتاؤں

اس لشکر مظلوم کے یاں اُونٹ بندھیں گے　　دیکھو وہ یہاں اپنے کجاووں کو رکھیں گے

پہچان لو یاں ان کے لئے خیمے گڑھیں گے　　سادات کے واللہ یہاں خون بہیں گے

یاں آلِ محمد کے گلے کاٹتے ہوں گے

یاں خاک میں اور خون میں وہ لوٹتے ہوں گے

اس شان کا قصہ کوئی جب پیشِ نظر ہو　　حیران بھلا کیوں نہیں یہ عقلِ بشر ہو

جس گھر میں تولد کی خوشی آٹھ پہر ہو    اور ساتھ ہی پھر اسکی شہادت کی خبر ہو
ہم پہلو خوشی غم کے ہے ضدیں ہیں یکجا
لیکن نہ تصوّر ہو غم و رنج کا اصلا

جب دل میں تصوّر کبھی اس بات کا آیا    اولادِ پیمبر کے یہاں عید کا دن تھا
پیدائش شبیر کا ہر گھر میں تھا چرچا    اس جشن میں جب ذکرِ شہادت ہوا ہوگا
کیا حال ہُوا ہوگا کہ جب عین خوشی میں
خود ان کی شہادت کی خبر پہونچی اسی میں

سُن کر یہ خبر کتنوں کے دل پھٹ گئے ہونگے    اصحاب نبی سارے ہی مضطر ہوئے ہونگے
اس غم میں سبھی آلِ نبی رو دیئے ہونگے    گھر والوں نے کتنے بڑے صدمے کیے ہونگے
ہر بیت حرم بیت حزن بن گیا ہوگا
ہر گھر میں اسی غم کا بیاں ہو رہا ہوگا

کیا صدمہ ہُوا ہوگا بھلا قلبِ علی پر    کیا درد اُٹھا ہوگا پھر اس سینہ کے اندر
غمگین ہوئے ہونگے وہ کس درجہ یہ سُن کر    رنجیدہ ہوئے ہوں گے بھلا کتنے وہ سرور
مغموم رہے ہوں گے وہ اس رنج سے کب تک
سہتے رہے صدمے وہ اسی حزن کے کب تک

وہ فاطمہ زہرا کہ یہ ہے جن کا چہیتا    ان مادرِ مشفق نے جنہیں ناز سے پالا
دن رات جنہیں خون جگر اپنا پلایا    ہر وقت جنہیں پیار سے سینہ سے لگایا
قربان کیا جس پہ ہر اک راحت و آرام
ہوتی تھی فدا جس پہ وہ ماں صبح سے تا شام

فرزند وہ ہر وقت جو دل ماں کا لبھائے　　جو اپنے تبسم سے غم اور رنج بھلائے
جو میٹھی نگاہوں سے محبت کو بڑھائے　　جو کھیل کے آغوش میں کلفت کو مٹائے
ہوں جس کی ادائیں سبب جوشِ محبت
ہوں جس کے اشاروں میں نہاں نشترِ اُلفت

جب عین اسی حال میں ہو راز یہ افشا　　بے دردی سے کٹ جائیگا یہی لاڈلا بیٹا
بے رحمی سے صحرا میں یہی نازوں کا پالا　　زخمی ہو کئی روز کا ہو بھوکا پیاسا
تیغوں کا ہدف تیروں کا بن جائے نشانہ
تنہا ہو نہ ہو پاس کوئی اپنا یگانہ

جب زہرا کی نظروں میں یہ نقشہ تھا سمایا　　کس طرح سے پھر اس کو کلیجہ سے لگایا
کس طرح سے پھر اپنا اسے دودھ پلایا　　کس طرح سے آغوش میں پھر اس کو کھلایا
کیا سر کے کٹانے کے لئے پالا انہوں نے
کیا خون بہانے کے لئے پالا انہوں نے

پھر اُن کے لئے ماں نے نہ خود کوئی دُعا کی　　سنتی رہی یہ باتیں نہ کچھ چون وچرا کی
سہتی رہی ہر غم کو نہ کچھ آہ و بکا کی　　کچھ بھی تو شکایت نہیں کی جور و جفا کی
شوہر سے دُعا کی بھی نہ خواہش ہے طلب ہے
خود بھی نہیں کی کوئی دُعا اپنے خدا سے

حیدر نے بھی فرزند کی خاطر نہ کیا کچھ　　اس رنج و مصیبت کیلئے کی نہ دُعا کچھ
اس امر میں دربار نبی میں نہ کہا کچھ　　اس غم کا نہ شکوہ نہ شکایت نہ گلا کچھ
بیٹے کو شہادت کے لئے شوق سے پالا
غم جور و ستم سہنے کو کس ذوق سے پالا

وہ جدِّ معظم کہ جو محبوبِ خدا ہو  وہ جن کی رضا خالق عالم کی رضا ہو
وہ جن کے درِ فیض سے عالم کا بھلا ہو  وہ جن کا اشارہ بھی کبھی ٹل نہ سکا ہو
نافذ ہے دو عالم میں فقط جن کی حکومت
واجب ہوئی مخلوق پہ بس جن کی اطاعت

لیکن نہیں کی ان کی حمایت کی دُعائیں  ان کے لئے امن اور سلامت کی دُعائیں
دشمن کی تباہی و ہلاکت کی دُعائیں  ان جیسے حوادث سے حفاظت کی دُعائیں
بلکہ اُنہیں کی ظُلم کے سہنے کی ہدایت
دی خون بہا دینے شہید ہونے کی دعوت

لیکن یہ حقیقت میں تھا میدانِ محبت  عاشق کے لئے ہوتی ہے یہ جائے منزلت
ثابت قدمی اس میں ہے بس طرۂ عزت  یاں عُذر تامل نہیں عاشق کی علامت
یاں جان کا دے دینا ہے بس عین تمنا
غم کھانا ستم سہنا ہے جانبازوں کا تمغا

اس واسطے اجمل ہُوا اعلانِ شہادت  شبیر کریں شوق سے سامانِ شہادت
اخلاص و رضا صبر ہو سامانِ شہادت  غم ظلم و ستم سے ہو عیاں شانِ شہادت
یہ مدِ نظر تھا جو کسی نے نہ دُعا کی
منزل اُنہیں مل جائے صفا اور وفا کی

# حالاتِ یزید پلید

ناپاک اور نجس تھی طبیعت یزید کی — گستاخ و بے ادب تھی جبلت یزید کی
حد سے گزر چکی تھی شرارت یزید کی — مشہور ہو چکی تھی خباثت یزید کی

بدکار اور فاسق و آثم یزید تھا
بدخُلق اور جابر و ظالم یزید تھا

بدشکل بدنما تھا نہایت جسیم تھا — دل کا سیاہ اور تھا بے شرم و بےحیا
تھا فتنہ گر شریر و بدعہد و بیوفا — بیہودوں بدمعاشوں بدوں کا تھا پیشوا

اس نے محرمات سے جائز کیا نکاح
اس نے حرام چیزوں کو ٹھیرالیا مباح

موجود ہے حدیث میں فرمانِ مصطفےٰ — بدلے گا اک شخص مری سنتِ ہدیٰ
فتنوں کا کھول دے گا وہ دروازہ برملا — اُمت میں ہے فساد کی وہ ذات ابتدا

ہوگا بنی اُمیہ میں وہ ننگ خانداں
اس کا یزید نام ہے بے شبہ و بے گماں

مذکور ہے حدیث میں جب اس کا ایسا حال — کیا ہو سکے پھر اسکی شرارت پہ قیل و قال
اس نے نظامِ شرع کو کر ڈالا پائمال — کتنی حرام چیزوں کو اس نے کیا حلال

رائج کیا ہے اس نے بہت منہیات کو
میٹا ہے اُس نے دین کے عمدہ صفات کو

اجمل یہ کارنامے ہیں اسکے بہت عیاں — چہرہ سے اسکے مٹ نہیں سکتے ہیں یہ نشاں
بیحرمتی حرم میں کرائی ہے الاماں — اہلِ حرم کو قتل کرایا ہے بے گماں

آلِ نبی پہ ظلم و ستم کس قدر کیئے
فتنوں کے اور فساد کے دَر جس سے کھل گئے

# منقبت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہٗ

کرتے ہیں اہلِ سُنت مدحت معاویہ کی — ثابت صحابیت ہے حضرت معاویہ کی
ان سے خدا تھا راضی حضرت نبی تھے راضی — پھر کس قدر ہے بالا رفعت معاویہ کی
تعظیم ان کی کرتے انصار اور مہاجر — خود اہلِ بیت کرتے عزت معاویہ کی
کرتے تھے سب ائمہ توقیر ان کی واللہ — کرتی ہے ساری اُمت عزت معاویہ کی
جس کو یقین ہے حاصل انکی صحابیت پہ — ہے پھر تو فرض اس پر حرمت معاویہ کی
حبِ نبی ہے باعث حبِ صحابیت کا — اُلفت ہے مصطفےٰ کی اُلفت معاویہ کی
بیواسطہ ملا ہے فیض رسول ان کو — مابعد سے فزوں ہے قربت معاویہ کی
دیکھا ہے جب نبی کو دوزخ سے واسطہ کیا — جاگیر ہو گئی ہے جنت معاویہ کی
اللہ اور پیمبر رکھتے تھے ان سے اُلفت — آئی حدیث میں یہ رفعت معاویہ کی
یہ کاتب وحی تھے دربارِ مصطفےٰ میں — اصحاب میں تو یہ تھی حرمت معاویہ کی
یارب انہیں بنا دے ہادی بھی اور مہدی — آقا نے یہ بتائی سیرت معاویہ کی
یہ صہر مصطفےٰ تھے اور عاشق نبی تھے — اتنی قریب تر ہے نسبت معاویہ کی

تھا علم و حلم ان کا اصحاب میں مسلّم — پھر ہو ضلال کیونکر سیرت معاویہ کی
ان کو دیا نبی نے جب مژدۂ خلافت — کس طرح پھر ہو باطل بیعت معاویہ کی
ہیں مجتہد صحابی یہ کہتے ابن عباس — مروی یہ آل سے ہے مدحت معاویہ کی
چالیس سال کامل ان کی رہی امارت — تھی پائیدار کتنی شوکت معاویہ کی
جبریل نے کہا جب اچھے امین ہیں یہ — ہے پیروی کے لائق سیرت معاویہ کی
مومن تو ان کی دل سے تعظیم خود کریگا — بیدین ہی کرے گا ذلت معاویہ کی

اجمل صفت میں ان کی وارد ہیں خود حدیثیں
بس ختم اس پہ کردے مدحت معاویہ کی

## دورِ یزید پلید

عجیب ظلم و مصائب کا آیا دورِ یزید — نئے نئے ستم و جور والا دورِ یزید
الم میں رنج میں غم میں نرالا دورِ یزید — وہ دل دکھانے کے سامان لایا دورِ یزید

کہ جس نے نیک طبائع کو بیقرار کیا
ہزاروں قلبوں کو مضطر و پُر غبار کیا

جہاں میں بادِ مخالف کے چل گئے جھونکے — بہارِ گلشنِ زہرا کے پڑ گئے لالے
شگفتہ پھول چمن کے سبھی تو مرجھائے — ابھرتے غنچوں کے سارے شباب کملائے

تمام رونق و زینت کو اس نے لوٹ لیا
اجاڑ ڈالا سبھی گلشنِ حبیبِ خدا

معاویہ کا یزید اک تھا ناخلف بیٹا — یہ بعد ان کے حکومت کے تخت پر بیٹھا
اسی نے طیبہ کے صوبہ کو ایک خط لکھا — کہ تو امام سے لے عہد میری بیعت کا
امام نے اگر اس چیز کو کیا منظور
تو پھر تو کوئی بھی منکر نہ ہوگا تا مقدور

مگر امام نے بیعت سے کر دیا انکار — کہا میں اسکی امارت سے سخت ہوں بیزار
یہ علم سب کو ہے نااہل ہے یہ ناہنجار — ہمیشہ کرتا ہے فسق و فجور یہ بدکار
میں ایسے شخص کی بیعت کروں معاذ اللہ
میں اپنی جان کی خاطر یہ دین کر دوں تباہ

امام اس کی جو بیعت قبول کر لیتے — وہ لوگ ان کی بڑی قدر و منزلت کرتے
ہر ایک طرح کا آرام ان کو پہونچاتے — ہمیشہ کرتے شب و روز مال و زر صدقے
یزید کرتا ہی رہتا امام پہ ایثار
لٹاتا قدموں پہ ان کے وہ مال کا انبار

مگر یہ دیکھا کہ ہو جائے گا یہ دین تباہ — عوام میرے عمل سے کہیں نہ ہوں گمراہ
نظام دین کا مٹ جائے گا خدا کی پناہ — رواج پائیں گے اجمل محرمات و گناہ
اسی بنا پہ تو کر ڈالے سارے اہل فدا
اسی وجہ سے سہے سارے ظلم جور و جفا

# حضرت امام کی مدینۂ طیبہ سے رحلت

ہر سانس سے آتی ہے صدا ہائے مدینہ
ہر گوشۂ دل میں ہے تمنائے مدینہ

ہر ایک رگِ جاں میں ہے سودائے مدینہ
ہر آنکھ میں ہے نقشۂ صحرائے مدینہ

جب بادِ صبا آتی ہے طیبہ سے گذر کر
کلیاں دلِ پژمردہ کی کھِل جاتی ہیں یکسر

واللہ کہ بن جاتے ہیں وہ شوق سراپا
عُشاق کو جب ہوتی ہے طیبہ کی تمنّا

اور شوق یہ کہتا ہے کہ چل جانبِ بطحا
بیتابیٔ دل کہتی ہے سب چھوڑ دے جھگڑا

ہر سختی و دشواری کو سہتا ہے وہ مشتاق
اک لمحہ کی تاخیر گذرتی ہے اُسے شاق

سب بھول گیا راہ کی دُشواری و کلفت
جب پہنچ گیا طیبہ میں حاصل ہوئی راحت

مٹجاتی ہے احباب و اعزہ کی محبت
یاد آتی نہیں اپنے وطن کی اُسے اُلفت

ہے زندگی اس کے لئے طیبہ ہی میں مرنا
اور موت ہے اک پل کے لئے یاں سے نکلنا

کر سکتے نہیں طیبہ میں اب اور اقامت
لیکن ہے عجب حضرت شبیر کی حالت

اور عشق یہ کہتا ہے کرو یاں سے نہ رحلت
مجبوریاں کہتی ہیں کہ اب جلد ہو رخصت

لیکن جو لیا قلب سے شبیر نے فتوے
دل کہنے لگا چھوڑ دو اب جلد یہ بطحے

آخر ہوئی جب ظلمتِ شب خوب نمودار — گھر والوں سے فرمایا کہ تم سب رہو بیدار
سامانِ سفر حسبِ ضرورت کرو تیار — ہوشیاری سے سامان کو اُونٹوں پہ کرو بار
پردے کا رہے نظم زنانے کے لئے بھی
کچھ توشہ رکھو راہ میں کھانے کے لئے بھی

اس نظم میں جب تین پہر رات کے گذرے — اور رات کی تاریکی نے دامن بھی سمیٹے
آبادی کے سب لوگ ادھر سوئے ہوئے تھے — بیدار تھے بس فاطمہ بی بی کے چہیتے
کچھ لوگ کھڑے ہو گئے تھے بر سرِ منزل
کچھ اُونٹوں پہ تھے کچھ ابھی پکڑے ہوئے محمل

اس رات کو شبیر نے اس طرح گذارا — یہ خود ہیں کھڑے سامنے ہے روضۂ والا
سر خم ہے بدن کانپتا ہے دل ہے تڑپتا — سینہ میں ہے درد اور ہے عجب حال جگر کا
آنسو ہیں کہ آنکھوں سے لگاتار ہیں جاری
یہ عمر میں شبیر کی ہے آخری باری

دل کہتا ہے ہرگز نہ قدم یاں سے اُٹھاؤ — اور حکمِ قضا ہے کہ نہ اب دیر لگاؤ
غربت کا تقاضا ہے سواری کو بڑھاؤ — اور حُبِّ وطن کہتی ہے ہرگز نہیں جاؤ
مجبوریاں کہتی ہیں کہ دم بھر کا ٹھہرنا
غیروں کا بھی ہے اپنے مصائب میں پھنسانا

اس وقت مصائب میں گرفتار ہیں شبیر — نانا سے جُدائی کے طلبگار ہیں شبیر
کتنے غمِ فرقت سے دل افگار ہیں شبیر — رخصت کے لئے حاضرِ دربار ہیں شبیر
نانا نے کہا خواب میں سینہ سے لگا کر
تم جاؤ کرو دین پہ اب جان نچھاور

القصہ یہ واپس ہوئے مسجد سے مکاں پر — دیکھا کہ وہ ہے قافلہ تیار سراسر
فرمایا کہ اب جلد چلو آلِ پیمبر — اس شہر سے تاریکیِ شب میں تو ہو باہر
یہ قافلہ اب چل دیا مکّہ کی طرف کو
کس حسرت و ارمان سے اس بیتِ شرف کو

تسلیم کی محرابوں نے گردن کو جھکا کر — تعظیم دی میناروں نے سر اپنا اٹھا کر
دیکھا ہے پہاڑوں نے انہیں آنکھ لگا کر — طیبہ کی زمیں کہنے لگی خاک اڑا کر
وہ کیسی زمیں ہے جسے یہ نور کے پتلے
بخشیں گے شرف دیں گے کرامت اسے جاکے

شبیر سے اب صرف مدینہ نہیں چھوٹا — چھوٹیں سبھی آسائشیں اور راحتِ دنیا
ہاں چھوٹ گیا سب سے بڑا سایۂ زہرا — اور ظلِ کرم اپنے بڑے بھائی حسن کا
اب سب سے بڑا سایۂ محبوبِ خدا ہے
جس نے بخدا بیٹے کو قربان کیا ہے

یہ چیزیں با آسانی نہیں چھوڑتے حضرت — مرجاتے مگر کرتے مدینہ سے نہ رحلت
اجمل انہیں لے جا رہی تھی خوبیِ قسمت — خود مشہدِ اقدس کی طرف بہرِ شہادت
پہنچی تھیں وہاں اُن کو مصائب و بلائیں
تھیں بھوکے پیاسوں کے مقدر میں قضائیں

# امام کی جناب میں کوفیوں کی درخواستیں

شاہِ حیدر کے طرف دار تھے اہلِ کوفہ  آلِ زہرا کے مددگار تھے اہلِ کوفہ
اہلِ اسلام کے غمخوار تھے اہلِ کوفہ  حق کے ہمدرد و فداکار تھے اہلِ کوفہ

ساتھ حیدر کے یہ ہر جنگ میں شرکت کرتے
جان اور مال سے حیدر کی اعانت کرتے

اہلِ کوفہ نے زمانہ میں معاویہ کے  خدمتِ حضرتِ شبیر میں نامے بھیجے
جن میں ان لوگوں نے ہر بار یہ مضموں لکھے  یہ تمنا ہے کہ سرکار یہاں پر آتے

ابنِ زہرا نے انہیں صاف یہ ہر بار لکھا
قصد کوفہ کے سفر کا نہ کروں گا اصلا

ہو گیا تخت نشیں جبکہ یہ مردود یزید  اہلِ کوفہ نے کہا سمجھو یہ ہے امر شدید
اب کرو حضرتِ شبیر سے گفت و شنید  ہو گئی اب تو یہاں آنے کی ان کے اُمید

خدمتِ حضرتِ شبیر میں نامے لکھو
ایک دو خط نہیں تم عرضیاں کثرت سے لکھو

ان میں ان لوگوں نے اخلاص کا اظہار کیا  حال سب اپنی عقیدت و محبت کا لکھا
یہ تمنا ہے کہ ہم لوگ کریں تم پہ شہا  اپنی جاں اپنے عزیز اپنا زر و مال فدا

ڈیڑھ سو عرضیاں سرکار میں ایسی آئیں
جن میں اخلاص و تمنا کی تھیں باتیں لکھیں

شاہ نے غور کیا وقت ہے نازک بعید | اہلِ کوفہ کی یہ درخواست نہیں قابلِ رد
بیعتِ بد سے بچیں اتنا ہے ان کا مقصد | صاحبِ حق کے ہیں طالب یہ محبانِ احد

قابلِ قدر ہے ان لوگوں کا یہ پاک خیال
اب تو لازم ہے نہ انکار کروں میں فی الحال

جب صحابہ نے سنی رائے یہ حضرت کی ہوئی | سب نے آکر باادب شاہ سے یہ بات کہی
بیوفائی میں ہے مشہور یہ ساری بستی | عام شہرت ہے، کہ بدعہد ہیں سارے کوفی

اس لئے کوفہ کا عزم آپ نہ فرمائیں حضور
مکہ سے اب کہیں تشریف نہ لے جائیں حضور

شہ نے دیکھا کہ صحابہ کا ہے اصرار ادھر | مشورہ ان کا بھی رکھنا ہے مجھے مدِ نظر
اور ردِ کوفہ کی دعوت نہیں کرنی ہے اُدھر | کیونکہ اس رد میں بھی ہوتا ہے بہت دینی ضرر

الغرض اس عقدہ کا اس طرح کیا حل شہ نے
پہلے مسلم کو طرفِ کوفہ کی بھیجا جائے

## مجلس ہفتم

# کوفہ کو حضرت مسلم کی روانگی

عابد و ذاکر و شاغل تھے امامِ مسلم | صاحبِ علم و فضائل تھے امامِ مسلم
ذی ہنر فہم میں کامل تھے امامِ مسلم | نسبتہً آل میں داخل تھے امامِ مسلم

اس گھرانے میں تھے یہ صاحب تدبیر و امیں
اور حسین بن علی کے تھے مددگار و معیں

شاہ نے اپنی نیابت کے لیے ان کو چنا    اہل کوفہ کو یہ خود شاہ نے نامہ لکھا
آپ لوگوں کی طلب پر انہیں ہم نے بھیجا    ان کی سب لوگ اعانت و حمایت کرنا

چل دیئے مکہ سے اس نامہ کو لے کر مسلم
آخرش پہونچ گئے کوفہ کے اندر مسلم

شہر میں حضرت مسلم کی ہوئی گرم خبر    جوق جوق آنے لگے ان کی زیارت کو بشر
بن گیا مرجع عشاق وہ مختار کا گھر    مثل پروانہ فدا ہونے لگے وہ جس پر

انہیں مسلم کا کیا کوفیوں نے اتنا وقار
آپ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے وہ بارہ ہزار

دیکھی جب حضرت مسلم نے عقیدت اُن کی    خدمت حضرت شبیر میں عرضی لکھی
ان کے حالات کی تفصیلی خبر آپ نے دی    انکا ظاہر کیا اخلاص و عقیدت مندی

اب ضرورت ہے کہ سرکار کرم فرمائیں
جلد تر مکہ سے تشریف یہاں پر لائیں

میرے نزدیک تو سرکار بہت جلد چلیں    آکے یاں مذہب اسلام کی تائید کریں
اہل کوفہ کو ہر اک فتنہ سے محفوظ رکھیں    آپ کی وجہ سے یہ دورِ یزیدی سے بچیں

ان کو حاصل ہو امام شہ دیں کی بیعت
فیضیاب ان کو کرے آپ کا فیضِ صحبت

اس زمانہ میں حکومت کی طرف سے عامل    ایک تھے حضرتِ نعمان صحابی عادل

صاحب فہم و فراست تھے مدبر عاقل ان کو تھی آلِ پیمبر کی محبت حاصل

اُلفتِ آلِ نبی اُن کے لئے مانع تھی

کچھ گرفت اس لئے اس بیعتِ مُسلم پہ نہ کی

ضابطہ کی یہ فقط کارروائی سی ہُوئی اہلِ کوفہ کو بُلا کر یہ نصیحت کر دی

آج یہ بیعتِ شبیر جو تم لوگوں نے کی ہے یہ اس دَورِ یزیدی کے خلافِ مرضی

مطلع کر کے انہیں ہو گئے نعماں خاموش

پھر نہ پروا کی اُدھر بڑھتا رہا ان کا وہ جوش

بعض نے دارِ حکومت میں یہ پہنچائی خبر ہو گیا کوفہ میں اب حضرت مُسلم کا اثر

ان سے بیعت کی ہزاروں نے بلا خوف و خطر برخلاف اسکے نہ کی کوئی بھی حاکم نے نظر

حکمِ شاہی سے یہ حاکم ہُوئے عہدہ سے جُدا

اور خبیث ابن زیاد ان کی جگہ نصب ہُوا

تھا یہ اخبث بڑا کینا و نہایت مکار انتہا درجہ کا موذی و ظالم خونخوار

خود غرض اور تھا یہ حرص و ہوا کا بیمار اور تھا جاہ و حکومت کے نشہ میں سرشار

اس کو تھی مدّنظر بس یہ حطامِ دُنیا

نہ اسے دین کا تھا پاس نہ فکرِ عقبےٰ

کیسی مکاری سے یہ کوفہ کے اندر آیا اختیار اُس نے کیا اپنا حجازی رستا

اور بالقصد لباس اُس نے حجازی پہنا اونٹ پہ رات کی تاریکی میں کوفہ پہونچا

راز یہ تھا کہ اُسے کوئی نہ پہچان سکے

بے خطر امن سے یہ شہر میں داخل ہوسکے

اہلِ کوفہ کو اُسے دیکھ کے یہ دھوکا ہُوا
ہیں یہی شاہِ حسین بن علی شیرِ خدا
انتظار اُن کا ہی ہر شخص کو تھا صبح و مسا
رات میں راہِ حجازی سے جو آتے دیکھا
دیکھ کر اس کو یہ سمجھے کہ امام آ ہی گئے
خیر مقدم کیا سب ساتھ سواری کے چلے

خیر مقدم کی صداؤں کا بہت شور مچا
جمع ہونے لگے شبیر کے سب اہلِ ولا
اُس نے جب دیکھا یہ منظر تو بہت دل میں جلا
لیکن اسوقت وہ بس مصلحتاً چپکا رہا
جب چلا دارِ امارت کی طرف کو وہ شریر
سمجھے سب لوگ یہ ہرگز نہیں حضرت شبّیر

سب نے سوچا کہ اگر ہوتے امام ذی جاہ
کرتے اس دار حکومت کی وہ کیونکر پروا؟
ہے یہ دراصل کوئی اور نیا فتنۂ شاہ
کیونکہ لی اُس نے تو آتے ہی حکومت کی پناہ؟
اہلِ کوفہ کو یہ لاحق ہوئی اک فکر نئی
ایک دم چھا گئی حسرت۔ بڑی مایوسی ہوئی

# اہلِ کوفہ کی امام مسلم سے غداری

آہ کس طرح کی بدلی ہے ہوا کوفہ کی
ہو گئی کیسی بد عہدی کی فضا کوفہ کی
ہو گی بدنام بُری طرح وفا کوفہ کی
بات دُنیا میں رہے گی بھلا کیا کوفہ کی
میزبانی بھی کسی کی نہیں ایسی ہو گی
اپنے مہمان کی دعوت کہیں ایسی ہو گی

اہلِ کوفہ کی تھی مسلم سے عقیدت کیسی　　کیسی ہمدردی کی باتیں تھیں حمایت کیسی
کیسا جذبہ تھا انہیں اور تھی الفت کیسی　　کیسا اخلاص تھا اور ان کی تھی بیعت کیسی

ایک شب ہی میں ہوئی ساری محبت کافور
آزمائش جو ہوئی ہو گئی الفت سب دور

الغرض اس نئے حاکم نے گذاری وہ شب　　اہلِ کوفہ کو علی الصبح کیا اس نے طلب
بولا پروانہ حکومت کا ہے سن لو تم سب　　ہے یہ مسلم کی اطاعت سبب رنج و تعب

چھوڑ دو ان کو کرو بیعت سلطان یزید
کون ہے تم میں جو ٹھکراتا ہے فرمان یزید

حاکمِ کوفہ کا پھر شہر میں یہ حکم ہوا　　جلد تر لوگ ہوں مسلم کی جماعت سے جدا
اس نے بہ فوج حکومت سے کیا ظلم و جفا　　شہر کے سارے عمائد کو نظر بند کیا

وہ مکاں جس میں کہ رہتے تھے امام مسلم
اس کا مالک بھی مقید ہوا ٹھیرا مجرم

یہ خبر سن کے امام اپنے مکاں سے نکلے　　نام لے لے کے مریدوں کو طلب کرنے لگے
جوق جوق آنے لگے لوگ ہر اک جانب سے　　شمع پر ہوتے ہیں جس طرح فدا پروانے

الغرض جمع ہوئے آدمی چالیس ہزار
سب نے اکدم میں کیا دارِ امارت کا حصار

کاش مسلم کی جو اس فوج کا حملہ ہوتا　　ہاتھ اک حملہ ہی میں قلعۂ شاہی آتا
حاکمِ کوفہ اسی وقت میں پکڑا جاتا　　شامیوں کو یہی لشکر تو ہزیمت دیتا

نیست و نابود ہی ہو جاتی حکومت شامی
ان سے لڑنے کی بھلا ان میں کہاں ہمت تھی

لیکن ہر کام ہے موقوف بدستِ قدرت — اس کی مرضی نہ ہو نا کام ہے ساری طاقت
رنگ لے آئی تھی مسلم کی بالآخر قسمت — نقشۂ فتح کی کس شان سے بدلی حالت

یعنی مسلم نے احاطہ تو زبردست کیا
پھر بھی حکم اپنی جماعت کو نہ لڑنے کا دیا

باوجودیکہ یہ بد عہد تھے کوفی مشہور — اور یہ ابنِ زیاد اس میں بھی تھا کبر و غرور
اور یزید اس میں بھی تھا فسق و خباثت و فجور — خود حکومت کے بھی دیکھے تھے مکائد و قصور

پھر بھی کرتے رہے ان باتوں کی تدبیر امام
صلح ہو اور نہ ہو خونریزیِ اہلِ اسلام

احتیاطِ شہ مسلم تھی یہاں قابلِ داد — لیکن اس وقفہ سے حاصل ہوا دشمن کو مفاد
سخت مکار تھا کیاد تھا یہ ابنِ زیاد — وقت ٹل جائے یہ حیلہ کیا اُس نے ایجاد

پاس تھے قید عمائد و رؤسا جتنے
ان کے ساتھ اُس نے تشدد کے طریقے برتے

یہ مقید تھے ہر اک طرح سے تھے زیرِ اثر — ان کو لاحق ہوا حاکم سے یہی خوف و خطر
قتل کرنے کا ارادہ کیا ظالم نے اگر — ہم غریبوں کی بھلا کون یہاں لے گا خبر

اس لئے قلعہ کی دیوار پہ یہ لوگ چڑھے
چیخ کر اپنے عزیزوں سے وہ یہ کہنے لگے

سن لو تم لوگ ہو بے عقل نہایت ناداں — تم نے سوچا نہیں مسلم ہے تمہارا مہماں
ساتھ مسلم کے بھلا آئے ہو تم کس لئے یاں — پیاری جانیں بھلا کیوں کرتے ہو اُن پر قرباں

چھوڑ دو اُن کی رفاقت نہ کرو جان فدا
خیر اسی میں ہے کہ ہو ان کی جماعت سے جدا

نیز ہو جائے گی بدظن یہ حکومت تم سے — قتل ہو جاؤ گے تم اور یہ تمہارے بچے
اور لٹ جائیں گے یہ مال تمہارے سارے — اور جاگیروں پہ ہو جائیں گے ان کے قبضے

بلکہ مسلم کی رفاقت کا یہ ثمرہ ہوگا
ہم کو بھی قلعہ ہی میں مار دیا جائے گا

اے عزیزو ذرا انجام کو اپنے سوچو — عاقبت اسکی ہے کیا اس پہ نظر تو ڈالو
خود ہمارے بھی تو احوال پہ کچھ رحم کرو — خیر بس اس میں ہے تم اپنے گھروں کو جاؤ

اب تو للہ بہت جلد ہو مسلم سے جدا
بیعتیں توڑ دو ان پر نہ کرو جان فدا

کارگر ہو گیا اس وقت یہ حیلہ ان کا — ہو گیا ان پہ مرتب یہ اثر دہشت کا
منتشر لشکر مسلم اسی دم ہونے لگا — صدہا رخصت ہوئے اور بھاگے وہاں سے صدہا

جبکہ مسلم نے پڑھائی ہے نماز مغرب
ساتھ تھے پانچسو پھر ہو گئے سارے غائب

اللہ اللہ کہ مسلم تھے وہ پیارے مہماں — کس قدر جن کو تمناؤں سے بلوایا یہاں
جن سے کیں بیعتیں ۔ کتنے کئے عہد و پیماں — آج وہ تنہا ہیں رخصت ہوئے ہمدرد کہاں

ہائے جاتی ہی رہی شرم و حیا کوفہ کی
ہائے رخصت ہوئی بالکل ہی وفا کوفہ کی

آج کوفہ کے مقفل ہوئے سب دروازے — آج کوفہ کے مکانات بھی سب بند ہوئے
آج کوفہ کی زمیں پر نہیں مہماں سرائے — آج کوفہ کی زمیں تنگ ہے مسلم کے لئے

آج روپوش ہیں مسلم کے بلانے والے
آج سب چھپ گئے کوفہ کے گھرانے والے

آج مسلم شبِ غم کاٹنے کس گھر جائیں ۔۔۔ خود تو سہ جائیں مگر اپنا یہ دُکھ کسکو سنائیں
ساتھ نادان ہیں وہ دو بچے کہاں انکو سُلائیں ۔۔۔ کوئی گھر ملتا نہیں ایسا کہ یہ ان کو لٹائیں
آج دو چار بھی گز ہے نہ زمیں کوفہ میں
ہائے مہمانوں کی شب کٹتی نہیں کوفہ میں

غم یہی حضرت مسلم کو بہت کافی تھا ۔۔۔ اتنے میں آ گئے یاد ان کو امام الشہدا
درد سینہ میں اُٹھا دل نے بصد رنج کہا ۔۔۔ تو نے افسوس کہ حضرت کو ہے نامہ لکھا
اہلِ کوفہ کی عقیدت کا ہے نقشہ اس میں
حال سب ان کی محبت کا ہے لکھا اس میں

مل گیا ہوگا انہیں میرا یہ خط اور سلام ۔۔۔ مطمئن ہو گئے ہونگے مری باتوں سے امام
رد نہ فرمائیں گے حضرت نہ کبھی میرا پیام ۔۔۔ چل پڑے ہوں گے مع اہل کے وہ شاہِ انام
آہ پہونچیں گے یہاں اُن کو مصائب و بلا
کتنا ہوگا نہ خبر اُن پہ یہاں جور و جفا

کر رہا ہے یہی غم قلب کو گھائل میرے ۔۔۔ کر رہے ہیں مجھے بیچین انہیں کے خطرے
اپنی تحریر پہ شرمندہ ہوں خود رہ رہکے ۔۔۔ ان پہ کیا گذرے گی کوفہ میں خدا خیر کرے
انہیں افکار سے مسلم تھے نہایت بیکل
ورنہ بیچین نہ ہوتے کبھی اتنے اجل

# شہادت امام مُسلم رضی اللہ عنہٗ

الغرض حضرت مُسلم نے جو فرمائی نظر		سامنے دیکھا کہ ہے اک زنِ طوعہ کا گھر
پیاس سے حضرت مُسلم تھے نہایت مُضطر		اس سے طالب ہُوئے پانی کے وہ شاہِ کوثر

اُس نے پہچان لیا آپ کو اور پانی دیا
اور اُس وقت مکان میں انہیں ٹھیرا ہی لیا

ابنِ اشعث کا تھا خاص آدمی اُس کا بیٹا		ابنِ اشعث کو دیا اُس نے پتہ مُسلم کا
اُس نے پھر حاکمِ کُوفہ کو خبردار کیا		اُس نے داروغہ کو طوعہ کے مکاں پر بھیجا

وہ مع ایک جماعت کے گیا طوعہ کے گھر
اُس نے چاہا کہ گرفتار ہوں مُسلم اندر

نکلے مُسلم لئے تلوار مکاں سے باہر		اور بہ ناچاری ہُوئے ان پہ وہ حملہ آور
جیسے حملہ کرے گلہ پہ کوئی شیر ببر		ان کے حملہ سے وہ بزدل ہُوئے زخمی اکثر

کیسا حملہ تھا دلیروں نے بھی دل چھوڑ دیئے
بعض نامرد اسی حملہ میں مارے بھی گئے

دیکھا داروغہ نے یہ ہے بنی ہاشم کا جواں		جنگ کر سکتے نہیں ان سے لاور بھی یہاں
اب کسی چال سے روکو انہیں حتی الامکاں		اس نے مُسلم سے کہا، کرتا ہُوں اعلان اماں

حاکمِ کُوفہ کے پاس آپ بلا شرط چلیں
اُس سے اس امر کے طے کرنے کی خود بات کریں

بولے مسلم کہ مرا جنگ کا خود قصد نہیں | جب ہزاروں کا تھا لشکر مرے ہمراہ نہیں
میں نے اسوقت بھی روکی ہے لڑائی یہ یقیں | مجھ کو خود مدِ نظر ہے کہ نہ ہو جنگ کہیں
گفتگو صلح کی مجھ سے جو کرے ابنِ زیاد
اس لیئے چلتا ہوں ہے بات تری قابلِ داد

مختصر یہ ہے کہ مسلم مع دو بچوں کے | ان کی ہمراہی میں اس قلعۂ شاہی میں گئے
حاکمِ کوفہ نے دروازہ میں پہلے ہی سے | تیغ زن دونوں طرف کر دیئے پوشیدہ کھڑے
جن کو یہ حکم دیا تھا کہ جو مسلم گذریں
آپ اُن پر بلا تاخیر کے حملہ کر دیں

ایسی مکاری کی مسلم کو بھلا کیا تھی خبر | آپ داخل ہوئے دروازے میں بے خوف و خطر
اشقیا نے کئے دونوں ہی طرف سے اُن پر | وار تلواروں کے کس طرح کا تھا ان کا جگر
پہونچی اس حملہ سے مسلم کو بہت ضربِ شدید
ان کی بے رحمی سے حضرت ہوئے مظلوم شہید

آہ مسلم کے تھے دو بچے بھی ان کے ہمراہ | جب پڑی دونوں کی اس والدِ مشفق پہ نگاہ
دیکھا سر تن سے جدا ہو گیا ان کا صد آہ | غم سے دل پھٹ گئے صدمہ ہوا ایسا جانکاہ
سرد آہیں وہیں بھرنے لگے دونوں بچے
بید کی طرح لرزنے لگے دونوں بچے

پارہ پارہ نہ ہوں کیوں دیکھ کے دونوں کے جگر | عمر میں دیکھا تھا کب آنکھ سے خونی منظر
ایسا صدمہ نہیں گذرا کبھی ننھے دل پر | خاک اور خوں میں تڑپتا ہے پدر پیشِ نظر
تر ہوگئیں آنکھوں سے تھے خون کے آنسو جاری
کیا بیاں ہو سکے ان بچوں کی آہ و زاری

لیکن ان میں نہیں تھا کوئی بھی ایسا بینا — جس کو نادانوں پہ آجائے ذرا رحم وحیا
سخت دل کیسے کہ جن میں نہیں کچھ بوئے وفا — رحم کے بدلے انہوں نے یہ کیا ظلم وجفا

ظالموں نے انہیں بچوں کو بھی کر ڈالا شہید
اور ان لوگوں نے ہانی کا کیا قتل مزید

ان ستمگاروں کے دل اتنے ستم سے نہ بھرے — اپنی مہمان کشی پر نہ یہ شرمندہ ہوئے
سنگدل ایسے کہ لاشے بھی نہیں دیکھ سکے — سر شہیدوں کے بھی نیزوں پہ لئے پھرتے رہے

کی ہے اچھی یہی ان کوفیوں نے دعوتِ پیر
زخم کھانے کو دیا پینے کو آبِ شمشیر

## حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کوفہ کو روانگی

جبکہ مکہ میں خط حضرت مسلم پہونچا — اہلِ کوفہ کی عقیدت کا پتہ اس سے چلا
اس میں لکھا تھا ہزاروں ہوئے بیعت بخدا — اب تو حضرت ہی کے دیدار کے ہیں سب شیدا

میری یہ رائے ہے تاخیر نہ اب شاہ کریں
بے خطر عزم سفر کوفہ کا جلد(ی) کر دیں

مطمئن ہو گئے اس نامۂ مسلم سے امام — بحث سب ختم ہوئی ہو گئی حجت بھی تمام
پیش ہو سکتا نہیں اب تو کسی عذر کا نام — ردّ و درخواست کا باقی نہ رہا اب تو مقام

جنگ ہونے کا بظاہر کوئی پہلو بھی نہیں
اور کسی فتنہ کا اس وقت نہ خطرہ ہے کہیں

اتنی خواہش پر نہ جانا ہمیں کب ہے شایاں  سب کی دل شکنی بھلا ہم کو گوارا ہے کہاں
اک بڑی دینی ضرورت بھی ہے اسمیں پنہاں  مصلحت ہے جبھی مسلم بھی ہے اس کا خواہاں

ساری باتوں کا بہت شاق ہے ٹھکرا دینا
سفرِ کوفہ ہے اب لازمی ہم کو کرنا

آخرش ہونے لگے جبکہ سفر کے اسباب  یہ خبر سن کے ہوئے حاضرِ خدمت اصحاب
عرض کرنے لگے اے گلشنِ زہرا کے گلاب  آپ سے ہے چمنِ حیدری اس دم شاداب

آپ کی ذات سے اسوقت ہے مذہب کا ثبات
آپ کی زندگی اس وقت ہماری ہے حیات

آپ اس وقت نہ کوفہ کا ارادہ فرمائیں  آپ اس دور میں مکہ سے نہ ہرگز جائیں
آپ بد عہدوں کے وعدوں کو نہ بنیاد بنائیں  بیوفا لوگوں کی باتوں کو نظر میں بھی نہ لائیں

خط مسلم میں جو ہے ان کا ہے وقتی ایثار
اپنے وعدوں سے وہ کر جائیں گے بالکل انکار

اہلِ کوفہ میں نہیں کچھ بھی حیا و غیرت  اہلِ کوفہ میں نہیں کچھ بھی حمیت ہمت
بیوفائی میں تو مشہور ہے ان کی عادت  سخت بد عہد ہیں گو لاکھ بھی کرلیں بیعت

ہم تو حضرت کو کبھی کوفہ نہ جانے دیں گے
یہ قدم مکہ سے ہرگز نہ اٹھانے دیں گے

الغرض جتنے صحابہ تھے سبھی نے روکا  سب ہی مانع ہوئے حد درجہ کا اصرار کیا
کارآمد نہ ہوئیں کوششیں ان کی اصلا  لیکن اس شاہ کا قصد ان کی سعی سے نہ ٹلا

تین ذی الحجہ کو حضرت نے کیا عزمِ سفر
اجمل اس بات کی مشہور ہوئی سب میں خبر

# مژدۂ حج اکبر

موسمِ حج میں سفر کوفہ کا کرتے ہیں امام — حج کے ایام ہیں اور کعبہ سے جاتے ہیں امام
آنکھ حجاج کی جانب نہ اٹھاتے ہیں امام — فوتِ حج ہونا تصور میں نہ لاتے ہیں امام

اس سے معلوم ہوا حج سے بھی زائد کوئی امر
اُن کو پیش آیا کہ جس پر نہیں کر سکتے ہیں صبر

حج کے فوت ہونے کا ان کو جو خیال آتا ہے — کہتی تقدیر ہے کیوں تم کو یہ غم ہوتا ہے
اے حسینؑ اس کے جو صدمہ سے تو گھبراتا ہے — حج اکبر کا تجھے مژدہ دیا جاتا ہے

جلد اب دامنِ ہمت کا مبارک احرام
باندھ لو شوق و ارادت کی کمر پہ بہ تمام

بہرِ حجاج سعی کے لئے اک نالہ ہے — کربلا کی ہے زمیں بہرِ سعی تیرے لئے
حاجی کرتے ہیں رہِ کعبہ میں مالی صدقے — کربلا میں تو لٹا دے گا عزیز اور بچے

حاجی دسویں کو کیا کرتے ہیں قربان ہدی
ہوگی دسویں کو سب اولاد ہی قربان تری

حاجی پیتے ہیں بڑے شوق سے آبِ زمزم — اور تم شربتِ دیدار پیو گے بقسم
حاجی سودے کو لیا کرتے ہیں دیکر درہم — اور تم لوگے وہاں بیچ کے جاں باغِ ارم

بہرِ حجاج ہے پُر لطف منیٰ کا میداں
اور تمہارے لئے ہے کرب و بلا کا میداں

الغرض واقع ہوئے پیش امام ایسے امور — اور اسرار خفی کا ہوا حضرت پہ ظہور

جن کے باعث سے تھے ہر طرح سے حضرت مجبور     اس لیئے آپ کو حج کرنا نہیں تھا منظور

چلتے وقت آپ فقط خانۂ حق میں پہنچے

یہ طواف آپ نے پورا کیا روتے روتے

ان کی گرم آہوں نے سب لوگوں کو مغموم کیا     ان کے نالوں سے ہر شخص کا دل ہلنے لگا

آپ اس بیت حرم سے ہوئے جس وقت جدا     کوچ کرنے کے لیئے قافلہ تیار چلا

آپ کے قافلہ میں صرف بیاسی تھے نفر

اہلبیت اور موالی تھے و خدام سفر

مختصر یہ ہے کہ یہ قافلہ مکّہ سے چلا     منزلیں کرتا ہوا کوفہ کی جانب کو بڑھا

راہ میں آپ نے یہ صدمۂ جانکاہ سنا     اہلِ کوفہ نے ابھی سے یہ کیا ظلم و جفا

کر دیا حضرت مسلم کو ہی کوفہ میں شہید

کر دیئے بچّے شہید ان کے یہ ہے ظلم مزید

یہ خبر سن کے ہوئے مختلف اہلِ شورے     بعض نے ترکِ سفر کے لیئے حضرت سے کہا

بعد بحثوں کے یہی امر مقدّر پایا     یہ خبر سننے کے بعد عیب ہے واپس ہونا

میر لشکر نے بھی اس رائے کو جانا افضل

قافلہ پہنچ گیا کوفہ کے نزدیک اجل

# امام عالی مقام کی حُر بن ریاحی سے ملاقات

کوفہ جب آگیا نزدیک تو کچھ دیکھے سوار
تھے وُہ حُر جن کے تھے ہمراہ سوار ایک ہزار
عرض کی حاکمِ کوفہ نے ہے بھیجا سرکار
اس کے پاس آپکو میں لیکے چلوں گا زنہار

بولے حُر بادلِ ناخواستہ میں آیا ہوں
اتنی جرأت پہ بھی سرکار میں شرماتا ہوں

سُن کے اس بات کو فرمانے لگے حُر سے امام
اہلِ کوفہ کے مجھے پہنچے برابر ہی پیام
سینکڑوں نامے لگاتار ہی آئے مرے نام
خود بخود آنے کا میں نے نہ کیا ہے اقدام

کوفیو بولو کہ واپس میں یہاں سے جاؤں
عہد و بیعت کا تمہیں پاس ہی تو داخل ہوں

بولا حُر مجھ کو نہیں علم ہے اس کا بخدا
بھیج کر سینکڑوں خط آپ کو بلوایا گیا
سخت مجبور ہوں میں آپ سے ہوں کیسے جُدا
چھوڑ سکتا ہی نہیں آپکو میں شاہِ ہدیٰ

خالی جاتا ہوں تو آجائے گا مجھ پر الزام
اور رعایت کروں کیا ہوتا ہے میرا انجام

آلِ اطہر کی دلِ حُر میں بہت عزت تھی
اقتدا اُس نے نمازوں میں بھی کی حضرت کی
لیکن اس وقت اُسے پیش تھی یہ مجبوری
حاکمِ کوفہ کی طینت میں بہت ہے سختی

حکم حاکم کی وجہ سے وہ حذر کر نہ سکا
بہر تعمیل وہ اس حکم پہ مضبوط رہا

الغرض بچ گئے کوفہ ہی کے رستہ سے امام
ہو چکی دوسری تاریخ محرم کی تمام
کربلا پہنچے کیا قافلہ نے اس میں قیام
کربلا کہتے ہیں پوچھا گیا اس کا جب نام

کربلا سنتے ہی یاد آ گیا خونی منظر
اس جگہ خون بہائیں گے سب آلِ اطہر

انہیں ایام میں شبیر نے یہ دیکھا تھا خواب
نانا جان ان سے یہی خواب میں کرتے ہیں خطاب
اے حسین اب تمہیں ملتا ہے شہادت کا ثواب
ان کے سینہ پہ رکھا آپ نے پھر دست شتاب

یہ دعا خواب میں کی میرے نواسہ کو اب
دے ثواب اجر دے اور صبر عطا کر یا رب

# حضرت امام کے ساتھ کوفیوں کا سلوک

کوفیو تم میں نہیں کچھ بھی مراعاتِ حسین
کربلا میں نہیں کی تم نے ملاقاتِ حسین
خود بلا کر بھی نہ کی تم نے مداراتِ حسین
کٹتے ہونگے بھلا کس طرح سے اوقاتِ حسین

وہ حسین آ گئے جن کی تھی تمنا تم کو
وہ حسین آ گئے جن پہ تھا بھروسا تم کو

کن تمناؤں سے تم نے جنہیں بلوایا تھا
سینکڑوں عرضیوں کا تانتا لگا رکھا تھا
شور دن رات پیاموں کا مچا رکھا تھا
سلسلہ قاصدوں کا جن سے ملا رکھا تھا

روزمرہ جنہیں بھجواتے تھے بے چینی کے خط
جن کو لکھتے تھے حمایت کے وہمدردی کے خط

جن کے آنے کی کیا کرتے تھے تم لوگ خوشی — جن کی آمد کے تمہیں آتے نظر خواب کبھی
جن کے آنے کی تھی ہر روز تمہیں آس لگی — جن کے رستے پہ نظر سب کی لگی رہتی تھی

سینکڑوں صبح سے تا شام سڑک پر رہتے
شام کو بادلِ مغموم پلٹ کر آتے

لیکن اے کوفیو اب آیا وہ مہمان لبیب — منزلیں کرتا ہوا مکّہ سے کوفہ کے قریب
اہلِ خانہ بھی ہیں خُدّام بھی ہمراہِ حبیب — میزبانوں پہ یہ اکرام بھلا کس کا نصیب

وہ کرم کر دیا جس پر تمہیں یہ زیبا تھا
کرتے وہ خدمتیں جن سے کہ سبق لینا تھا

ایسے مہمان کا بے مثل ہی کرتے اکرام — ان کی خدمت ہی میں تم رہتے شب و روز مدام
ان کو پہنچاتے ہر اک طرح کا ہر دم آرام — اور پھر کرتے ہر اک کام میں تم مثل غلام

لیکن اے کوفیو تم نے تو بجائے خدمات
اپنی عادت کا کیا پیش وہ نقشہ ہیہات

ایسے مہماں کے مقابل میں یہ مہمان کشی — سامنے آئی ہے ایک فوج مسلّح ان کی
تاکہ کوفہ میں نہ داخل ہو یہ فرزند علی — اور وطن کو بھی نہیں لوٹ سکے سبطِ نبی

کوفیو پہلے تو بلوایا انہیں کوفہ میں
اب نہ آ سکتے ہیں وہ اور نہ جا سکتے ہیں

دیکھ کر ان کے زبردست تشدد کو امام — سخت حیراں ہوئے اور کرنے لگے اپنا نظام
حکم فرمایا کہ میداں میں کرو اپنا قیام — اپنے خیمے کریں اب نصب یہاں آل تمام

سامنے مرضیِ حق کے ہمیں چارہ کیا ہے
جو بھی تقدیر میں لکھا ہے وہی ہوتا ہے

الغرض کوفیوں کی جاتی رہی شرم و حیا
اسکی غیرت نہیں سب لوگ کہیں گے ہمیں کیا
ایسے مہمان پہ بھی رحم نہیں آیا ذرا
بے وطن لوگوں پہ کس درجہ کیا ظلم و جفا
لاتے مہمان کے لئے لشکر خونخوار ہزار
تیر و تلوار بھی نیزے بھی لئے ہیں تیار

مطمئن ہو کے ابھی تک نہیں بیٹھے تھے امام
حاکم کوفہ کا اتنے میں ملا اور پیام
اس میں لکھا تھا کہ اب جلد کرو بیعت تام
اس خلیفہ کی جسے کہتے ہیں سب حاکم شام
پڑھ کے شبیر نے اس خط کو وہیں ڈال دیا
اور قاصد کو جواب اس کا نہ کچھ شہ نے دیا

حاکم کوفہ کو شہ نے نہ دیا جبکہ جواب
مارے غصہ کے وہ جل کر ہوا مانند کباب
جمع کرنے لگا افواج و عساکر وہ شتاب
بھیجتا ہی رہا افواج وہ مانند سحاب
ابن سعد اس کو مقرر کیا اُس نے سالار
الجمل ان لوگوں کا لشکر ہوا بائیس ہزار

## حضرت امام میدانِ کربلا میں

ہیں صرف ادھر بیاسی ہی رفیق شبیر
جن میں بیمار ہیں کچھ بیبیاں ہیں کچھ ہیں صغیر
پھر نہ تھی ان کے خیالوں میں یہ جنگی تصویر
ساتھ ناکافی ہیں تلوار و سپر نیزہ و تیر
قصد جنگ ہوتا تو لشکر نہیں ہوتا اتنا
ساتھ میں جنگ کا سامان بھی ہوتا سارا

ہے اُدھر اُن کے مقابل میں عساکرِ خونخوار
جن کی تعداد بتائی گئی بائیس ہزار[22]

جن میں پیادہ بھی کثیر اور بہت سے ہیں سوار
جن پہ ہر طرح کے کافی ہیں مگر ہتھیار

وُہ تھکے ماندہ تھے یہ چست ہیں تازہ دم ہیں
وہ مُسافر تھے یہ اس دشت کے بس رستم ہیں

ان بیاسی کو اُنہوں نے بھلا کیا سمجھا تھا
رکتا تھا ان کی شجاعت کا دلوں میں دھڑکا

ورنہ اس چھوٹی جماعت کا تقابل کتنا
دس گنی سو گنی تعداد کو کمتر سمجھا

کیا تناسب ہے ذرا غور کریں اہلِ نظر
ان کے بائیس ہزار اور بیاسی ہیں اُدھر

اس پہ بھی خوف زدہ کتنے تھے دل لشکر کے
حوصلے پست دلیروں کے تھے پھر بھی کتنے

ڈر رہے تھے کہ جب اُن شیروں کے حملے ہوں گے
تاب لائیں ہمیں پھر بھی تو بہت مشکل ہے

اب بمجبوری یہی کرنی پڑے گی تدبیر
روک دی جائے گی پانی سے یہ فوجِ شبیر

ان میں اکثر وہی تھے دشمن شرم و غیرت
جو انہیں بھیجتے تھے صدہا پیام دعوت

ہاتھ پہ کر چکے مسلم سے جو ان کی بیعت
کہتے تھے جو ہمیں ہے آلِ نبی سے اُلفت

آج ہے پانی کے دینے سے انہیں کو انکار
آج وُہ خون بہانے کے لئے ہیں تیار

اپنے عہدوں کا انہیں پاس نہیں کچھ بھی ذرا
میزبانی کا لحاظ ان میں نہ کچھ باقی رہا

خاندانِ نبوی پر یہ کیا ظلم و جفا
شدتِ پیاس میں بھی پانی بھی نہیں ان کو دیا

آل پہ ساقی کوثر کے کیا پانی کو بند
ایسے مہمانوں کو اے کوفیو پہنچائی گزند

نونہال چمن فاطمی ہیں تشنہ وہاں — گل بستانِ علی پیاسے ہیں بیتاب و تواں
آلِ پاک نبوی خشک ہیں لب انکے یہاں — ایک قطرے کو تڑپتے ہیں وہ بچے ناداں
شدتِ پیاس میں دم توڑتے ہیں آلِ حسین
حدتِ گرمی سے بیتاب ہیں آلِ سبطین

ہائے پانی لبِ آب ان کو میسر نہ ہوا — ہائے بیماروں کو صحرا ہے قریبِ دریا
سرِ چشمہ بھی نمازوں کو تیمم سے پڑھا — آج پانی کے ہیں جویاں سببِ آبِ سما
تین دن بھوک سے اور پیاس سے بیتاب ہے
خاندانِ نبوی - بی بیاں - چھوٹے بچے

امتحاں گاہ وہ تھی اس میں جو رستم ہوتا — حوصلہ پست یہاں اس کا بھی ہو جاتا
لیکن اس کوچہ میں وہ شیرِ خدا کا بیٹا — اک قدم جس کا مصائب کی جگہ سے نہ ہٹا
گو مصائب کی بہت آندھیاں اُن پہ آئیں
اور مظالم کی گھٹائیں بھی بہت سی چھائیں

عزم میں کوئی بھی فرق ان کے نہ آنے پایا — آفتوں کو کبھی وہم میں اپنے لایا
کتنے سیلابِ بلا آئے نہ وہ گھبرایا — لاکھ طوفانِ ستم آئے قدم ہٹ نہ سکا
تا دہم محرم رہی بحثِ بیعت
لیکن انکار ہی کرتے رہے اس سے حضرت

آپ کر لیتے جو بیعت تو وہ لشکر سارا — آپ کے چلتا جلو میں بڑی عزت کرتا
مال و زر آپ کے قدموں پہ لٹایا جاتا — شاہی مہمان حکومت نے بنایا ہوتا
آپ کے سامنے پیش ہوتے تحائف کتنے
لوگ نذرانے بہت شوق سے کتنے دیتے

لیکن اس دُنیا پہ اُس شاہ نے ماری ٹھوکر
عزتِ دینِ پیمبر پہ مٹایا سب گھر

نازنیں جسموں پہ کس شوق سے کھائے خنجر
خون بھی اپنا بہا ڈالا کٹا ڈالے ہیں سر

ساری باتیں سہیں اجمل مگر اللہ غنی
اہلِ اسلام کی بربادی گوارا نہ ہوئی

## مجلس ہشتم

# دس محرم سنہ ۶۱ھ کے دلدوز واقعات

الغرض صلح کی صورت کوئی پیدا نہ ہوئی
جس قدر صورتیں تھیں آپ نے کیں پیش سبھی

کوئی شکل اپنی خلاصی کی نہیں باقی رہی
پھر تو حضرت کو یقیں ہو گیا یہ قوم جری

جب نہیں ہوتی ہے راضی تو میں مجبور ہوا
دفع جنگ ہوتی نہیں اب تو میں راضی برضا

حکم فرمایا کہ خیموں کا تحفظ تو کرو
گرد خیموں کے تم اب گہری سی خندق کھودو

آمد و رفت کا بس ایک ہی رستہ رکھو
اور خندق میں بھی تم آگ کو روشن کردو

حسبِ حکم آپ کے سب لوگوں نے خندق کھودی
اس میں پھر آگ بھی اُن لوگوں نے روشن کر دی

شاہ نے فجر کی اُس روز پڑھائی جو نماز
آخری تھی یہ نماز ان کی بصد عجز و نیاز

لطف سجدوں کے اُٹھائے تھے جبینوں نے بہ ناز
اور زبانوں نے لیے ذائقہ سوز و گداز

اس کے بعد آپ نے خیموں کی طرف قصد کیا
دسویں تاریخ کے خورشید کا چہرہ چمکا
آپ نے دیکھا کہ سب لوگ ہیں راضی برضا　　لیکن ان لوگوں میں ہے ضعف نمایاں کتنا
ایک قطرہ بھی نہیں اُن کو میسّر آیا　　ایک لُقمہ بھی نہیں ان کے گلے سے اُترا
تین دن سے تو یہ سب لوگ ہیں بھوکے پیاسے
ناتوانی سے ہوئے مضمحل اعضا ان کے
موسم گرما ہے اور گرم ہوا چلتی ہے　　گرم ہے ریت تپش دھوپ کی بھی آتی ہے
آہ مہمانوں پہ ایسی بھی جفا ہوتی ہے　　ایسی دعوت بھی کسی کی کہیں کی جاتی ہے
ہیں بیاسی کے مقابل میں وہ بائیس ہزار
تازہ دم بھی ہے مسلح بھی ہے فوج خونخوار
جنگی نقارہ بجا اتنے میں اُس جانب سے　　خود امام آ گئے میدان میں خطبہ دینے
شہ نے فرمایا کہ اب غور سے تم سُن لو اسے　　خون ناحق غضب حق کا بڑا موجب ہے
قتل مسلم سے تمہیں کرتا ہوں میں اب آگاہ
مبتلا اس میں نہ ہو۔ ہے یہ حرام اور گُناہ
میں نے تم میں سے کسی کو بھی نہیں قتل کیا　　تم کو مجھ سے نہیں پہونچا ہے کبھی رنج و عنا
حملہ آور نہ ہوا میں تو کسی پہ اصلا　　کوئی نقصان کسی طرح کا مجھ سے نہ ہوا
شہر میں آنا مرا تم کو جو منظور نہ ہو
اب کہیں اور ہی جانے کی اجازت دیدو
آج میں تم سے کسی شے کا طلبگار نہیں　　اور تم لوگوں کے درپئے آزار نہیں

میں تمہارے کسی دشمن کا مددگار نہیں — میں تمہارے کسی مجرم کا طرفدار نہیں

تم مری جان کے کیوں درپے ہوئے ہو بولو
تم بری خون سے میرے نہیں ہو سکتے ہو

دیکھو جانا ہے تمہیں پیشِ خدا روزِ حساب — سامنے حق کے مرے خوں کا کیا دوگے جواب
کیا خدا کا مرے قاتل پہ نہیں ہوگا عتاب — اور ظالم کا نہیں ہوگا وہاں حال خراب

اپنے انجام کو خود سوچ لو کوفہ والو
آخرت کے لئے تم لوگ ذرا فکر کرو

یہ سمجھ لو کہ میں ہوں کون نسب ہے مرا کیا — کیا نہیں میرے پدر مولا علی شیرِ خدا
کیا نہیں والدہ میری وہ بتولِ زہرا — جو ہیں اللہ کے محبوب کے دل کا ٹکڑا

جن کی اُلفت ہے بلا شبہ نبی کی اُلفت
جن کی عزت ہے تمہارے ہی نبی کی عزت

خود احادیث میں میرے بھی فضائل آئے — دیکھو اُلفت مری عینِ اُلفتِ پیغمبر ہے
دشمنی مجھ سے عداوت ہے حبیبِ حق سے — اور موذی ہیں مرے موذی رسولِ حق کے

جو فضائل مرے آئے تمہیں معلوم ہیں سب
خون کیوں میرا بہاتے ہو بتاؤ تم اب

بولے وہ لوگ کہ ان باتوں کی ہم کو ہے خبر — خوب معلوم فضائل ہیں تمہارے سرور
لیکن اسوقت یہ باتیں نہیں ہیں مدِ نظر — آپ اب بھیج دیں میداں میں کوئی اہلِ ہنر

گفتگو ختم کرو گرم کرو عربۂ جنگ
اجملؔ ان لوگوں کے دل ہو گئے بد تر از سنگ

# کرامت امام عالی مقام

## پہلی کرامت

فوج اعدا سے مقابل ہوا اک اسپ سوار
ابن عروہ اُسے کہتی تھی وہ فوج فجار

دیکھی جب اس نے ہے خندق میں بھڑکتی ہوئی نار
اُس نے سوچا کہ میں خندق کو نہ کر سکتا ہوں پار

بولا مردک کہ حسین آپ نے دُنیا ہی سے
آگ اپنے لیے پہلے سے لگا رکھی ہے

ایک خادم کو یہ بات اس کی گوارا نہ ہوئی
بڑھ کے اس امر کی حضرت سے اجازت چاہی

تیر اس چہرۂ گستاخ پہ ماروں میں ابھی
شہ نے خادم سے یہ فرمایا کہ سُن بات مری

ابتدا جنگ کی ہم لوگوں سے ہو سکتی نہیں
بلکہ یہ کام مخالف ہی کریں گے بہ یقیں

بد دُعا اس کے لیے آپ نے یہ کی کہ خُدا
اس کو دُنیا ہی میں تو آگ کے شعلوں میں جلا

ہاتھ اُٹھانا تھا کہ فوراً ہی وہ گھوڑے سے گرا
لیکن اک پاؤں رکاب اسکی میں اُلجھا ہی رہا

پھر وہ گھوڑا اُسے کس زور سے بھاگا لے کر
اور اُسے آگ کے خندق میں گرایا جا کر

آپ نے دیکھی جو گستاخ کی یہ فوری سزا
حق تعالیٰ کی ادا کرنے لگے حمد و ثنا

اور فرمایا کہ اے رب جہاں شکر ترا
تو نے دی اس کو سزا جو تھا مخالف میرا

یہ کرامت ہوئی شبیر کی ظاہر جو وہاں
اجمل اس لشکر اعدا پہ تھی یہ سخت گراں

# دُوسری کرامت

بے ادب دُوسرا اک اور صفِ اعدا سے
سامنے آکے یہ کہنے لگا وہ آقا سے
تمکو کوئی بھی تو نسبت نہیں ہے نانا سے
سُن کے یہ آپ دُعا کرنے لگے مولیٰ سے

اے رب اس قائل گستاخ کو دے جلد سزا
سخت ذلت میں گرفتار تو کر اس کو خُدا

یہ دُعا کی تھی کہ وہ گھوڑے سے اپنے اُترا
رفع حاجت کے لئے ایک طرف کو بھاگا
ننگا ہو کر سرِ میدان میں جا کر بیٹھا
کالے بچھو نے اُسے ڈنک سے فوراً ہی ڈسا

وہ نجاست میں سنا پھر تا تھا بیتابی سے
مر گیا سامنے سب کے اسی رُسوائی سے

# تیسری کرامت

اک شقی مُزنی کہنے لگا دیکھو امام
آج ہے کتنی تموج پہ فراتِ خوش نام
آپکو اس کا نہ مل سکتا ہے اک قطرۂ تام
تشنہ رہ کر تمہیں مرنا ہے یہیں پیشِ انام

بد دعا اس کے لئے آپنے یہ کی اے رب
مار پیاسا اسے تو جلد یہ فرما دے غضب

ہاتھ اُٹھانا تھا کہ اُس شخص کا گھوڑا اچکا
گر گیا یہ تو ادھر گھوڑا اُدھر بھاگ پڑا
پیچھے پیچھے مُزنی اُس کو پکڑنے دوڑا
شدتِ پیاس سے وہ پانی طلب کرتا تھا

پانی جب مُنہ سے لگاتے تو نہ پی سکتا وُہ
ایک قطرہ نہ پیا پیاس ہی میں مر گیا وُہ

ان کرامات میں حضرت کو دکھانی تھی یہ بات
ہوں میں درگاہِ الٰہی میں مجاب الدعوات
اپنے رُتبہ کا عمل سے کیا میں نے اثبات
سوچ لو اب بھی کہ کیا چیز ہوئی میری ذات

ہے تقابل میں مرے آنا خدا سے لڑنا
تم پہ منظور تھی حُجّت مجھے پُوری کرنا

لیکن ان لوگوں نے اس سے بھی سبق کچھ نہ لیا
حرصِ دُنیا نے انہیں کر دیا ایسا اندھا
سیدھی کرنے لگی اپنی صفیں فوجِ اعدا
سامنے آ گئے کچھ ان میں سے پیش آقا

خوب اتراتے ہوئے گھوڑوں کو دوڑاتے ہوئے
آپ سے اپنے مبارز کو طلب کرتے ہوئے

اس طرف آ گئے کچھ گاؤں کے رہنے والے
آلِ زہرا پہ یہ سب لوگ تھے مٹنے والے
بولے ہم لوگ نہیں جنگ سے ڈرنے والے
پہلے دشمن سے ہیں ہم لوگ ہی لڑنے والے

بولے ہم زندہ ہیں جبتک تو یہ ممکن ہی نہیں
آپ یا آپ کا ساتھی ہو کوئی رَن کے قریں

شاہ نے ان کی تمناؤں کو منظور کیا
ان کو میدان میں جانے کے لئے حکم دیا
جاں نثاری میں ہر شخص نے وہ حصّہ لیا
جس کا اس لشکرِ اعدا پہ اثر خوب جما

ان کے حملوں سے مخالف تو بہت مارے گئے
لیکن ان لوگوں نے بھی خُلد کے پروانے لئے

# قبیلہ بنی کلب کا ایک نوجوان وہب کلبی

واقعہ ایک بہادر کا میں کرتا ہوں بیاں — وہب تھے ایک بنی کلب کے نوعمر جواں
نیک سیرت تھے ہر اک شان سے تھا حسن عیاں — ان میں تھے اُٹھتی جوانی میں شجاعت کے نشاں

سترہ روز ہی شادی کو ہوئے تھے ان کی
فرش عشرت و نشاط آپ کا تھا گرم ابھی

باپ کا سایہ تو بچپن ہی سے سر پہ نہ رہا — والدہ بیوہ۔ یہ ان کا تھا چہیتا بیٹا
تھا یہی ایک چراغ ان کے اندھیرے گھر کا — کس مصیبت سے انہوں نے یہ پسر پالا تھا

پاس اس لاڈلے بیٹے کے وہ مادر آئی
ڈال کر باہیں گلے اس کے ہیں وہ رونے لگی

ماں سے یہ پوچھتا ہے آپکے رونے کا سبب — سانحہ کونسا ہے رنج ہے کیا آپ کو اب
آپکا کرتا رہا ہوں میں ہمیشہ سے ادب — آپکی میں نے رضا جوئی ہمیشہ کی طلب

سرکشی مجھ سے ابھی تک نہ ہوئی ہے زنہار
زندگی بھر میں رہوں گا ترا فرماں بردار

آپکے دل کو یہ کس رنج نے مجروح کیا — آپکے قلب کو پہونچا ہے یہ صدمہ کیسا
آپ کو کونسا غم پہونچ گیا ہے ایسا — جس نے اس وقت رُلایا تمہیں اماں اتنا

آپ ہرگز نہ ہوں رنجیدہ اور اتنی غمگیں
آپ کے حکم پہ قربان کروں جان حزیں

جب سنیں بیٹے کی یہ باتیں تو پھر اور وہ ماں — چیخ کر رونے لگی کرنے لگی آہ و فغاں
اور کہنے لگی اے بیٹے تو ہے راحت جاں — ایک لمحہ کے لئے تیری جدائی ہے گراں

تو مری آنکھ کا نور، اور میرے دل کا ہے قرار
تو مرے گھر کا چراغ اور مرے گلشن کی بہار

میں نے جاں اپنی گھلا کے تجھے پالا فرزند
اور تجھے خون جگر اپنا پلایا فرزند
میں نے سینہ پہ تجھے اپنے سُلایا فرزند
اور آغوشِ محبت میں کھلایا فرزند

پرورشں میں تری تکلیفیں اُٹھائیں بسیار
دیکھنے کو ملی اب تیری جوانی کی بہار

اپنی راحت سے ہے پیاری مجھے راحت تیری
زندگی تیری ہے بس زندگی میری قطعی
الفتیں میری اگر یاد ہوں تجھ کو کچھ بھی
اور تو نے نہ بھلائی ہوں وہ باتیں میری

تو میں کہتی ہوں کہ سن اتنا ہے میرا ارماں
بے پس و پیش کے تو ڈال نہ میرا فرماں

آج اللہ کے محبوب کا ایک لختِ جگر
آج فرزندِ علی حضرتِ زہرا کا پسر
کربلا میں ہے گرفتارِ بلا وہ سرور
اپنی جاں کردے فدا جلد تو اُن پہ جاکر

کیسی بے شرمی کی وہ زندگی ہے ابنِ سعید
ہم تو زندہ رہیں اور سبطِ نبی ہووے شہید

عرض کی وہب نے اس واسطے حاضر ہے یہ جاں
خوش نصیبی ہے جو یہ جان ہو اُن پہ قرباں
نذرِ ناچیز جو مقبول ہو پیشِ جاناں
پھر تو پوری ہو امید اور ہو حاصل ارماں

ایسی خدمت تو ہے واللہ مری عین مُراد
اور جب آپکی مرضی ہے تو ہے زادِ معاد

لیکن اتنی سی طلب کرتا ہوں تم سے مہلت
گفتگو بی بی سے بھی کرلوں بوقتِ رخصت

چونکہ مجھ پر ہی تو موقوف ہے اسکی راحت
مجھ سے وابستہ ہو بیچاری کی ہر اک حسرت

صبر کر سکتی نہیں وہ تو بلا شوہر کے
پوری کرنے کے لئے عمر اجازت دوں اُسے

بولی ماں عورتیں کم فہم ہیں سُن لے بیٹا
اسکی باتوں میں مبادا نہ کہیں آجانا
یہ سعادت نہ کہیں ہاتھ سے اپنے کھونا
جاں نثاری کی اُمنگوں کو نہ مُردہ کرنا

میرے نزدیک تو اب خطرہ کی کچھ بات نہ کر
حُبِّ شبیر میں سر اپنا کٹا دے جا کر

وہب نے ماں سے کہا اُلفتِ فرزندِ علی
دل میں کیا بلکہ بدن کے ہر رگ و پے میں بھری
یہ وُہ جذبہ ہے کہ جس میں نہیں ہو سکتی کمی
یہ وہ آتش ہے بجھائے سے بجھے گی نہ کبھی

یہ وہ ہے نقش جو پانی سے نہ دھل سکتا ہے
یہ ہے وہ قفل جو چابی سے نہ کھل سکتا ہے

کہہ کے یہ بات وہ پھر بی بی کے نزدیک گیا
اس سے سب قصۂ فرزند نبی کہنے لگا
کربلا میں ہے وہ گُل کانٹوں کے اندر الجھا
ان کو غداروں نے ہر ایک طرف سے گھیرا

آرزو یہ ہے کہ اب ان پہ کروں جان نثار
ان پہ قربان کروں اپنی جوانی کی بہار

واقعہ اوسکی دُلہن نے جو یہ پُر درد سُنا
آہ سرد اُس نے بھری حسرت و ارماں سے کہا
میں نے دل بھر کے نہ ابتک ترا چہرہ دیکھا
تیرا نقشہ بھی نہ ابتک مرے دل میں کھنچا

اتنی جلدی کیا اے راحتِ دل قصدِ جناں
اب تو دل کھول کے کرلوں میں تمنّا کا بیاں

ہے یہ افسوس ترا ساتھ میں دے سکتی نہیں
چونکہ جنگ عورتیں کر سکتی نہیں انسوس دیں
اس سعادت کا اگر ملتا مجھے حصہ نہیں
میں بھی اس شاہ پہ کر دیتی فدا جانِ حزیں

میری خواہش ہو یہ پوری بھلا کس صورت سے
انکی خدمت کا مجھے ولولہ ہے مدت سے

جاں نثاری کا صلہ جب تجھے جنت میں ملے
نعمتیں ملنے کا فرمان ہو جب تیرے لئے
آئیں حوران بہشتی تری خدمت کرنے
عیش و راحت کے مزے آنے لگیں جبکہ تجھے

دیکھ اس وقت مجھے بھول نہ جانا ہرگز
مجھ کو اس وقت فراموش نہ کرنا ہرگز

## امام عالی مقام کی خدمت میں زوجہ وہب کی درخواست

یہ جواں والدہ اور بی بی کو اپنی لے کر
خدمت شاہ میں پہنچا وہ فدا کرنے کو سر
اس دولہن نے کہا اے شافع روز محشر
جانثاری کا تمنائی ہے میرا شوہر

میں تو بیکس ہوں میں بے بس ہوں نہایت لاچار
میں تو عاجز ہوں میں ناکس ہوں نہایت غمخوار

میرے ماں باپ ہیں کوئی بھی نہیں ہے آقا
میرا اس وقت نہ بھائی نہ کوئی رشتہ کا
یہ تمنا ہے نہ ہوں حشر میں شوہر سے جدا
اور تا عمر کنیزوں میں رہوں تیری شہا

سامنے حضرت شبیر کے یہ عہد ہوئے
وہب پھر رن کی اجازت بھی طلب کرنے لگے

مادرِ وہب کا ہدیہ کیا آقا نے قبول — اور تسلّی دی دلہن کو کہ تو اب ہو نہ ملول
رَن کا اذن انکو بھی دینے لگے فرزندِ بتول — چلدیئے وہب بصد شوق سوئے قوم جہول

برقِ خاطِف کی طرح پہنچا ہے رَن میں یہ جواں
اور چیخا کہ مبارز مرا تم میں ہے کہاں

جو مقابل ہوا سر اُس کا اُڑایا اُس نے — بعض کو نوک میں نیزہ کی چبھویا اُس نے
خاک اور خون میں کتنوں کو ملایا اُس نے — چند حملوں میں بڑا ڈھیر لگایا اس نے

فوجِ اعدا کی صفوں کو کیا درہم برہم
وہ کمالاتِ فنِ جنگ دکھائے پیہم

وہب پھر خدمتِ مادر میں پلٹ کر آئے — عرض کیا ماں سے کہ کیا راضی ہوئیں تم مجھ سے
دیکھا جب وہب نے بی بی کو کہ وہ روتی ہے — صبر تلقین کیا سر پہ رکھا ہاتھ اس کے

ٹکٹکی باندھے اسے دیکھ رہی تھی وہ دلہن
اور جھڑی اشک کی آنکھوں سے بہاتی تھی وہ زن

وہب پھر رَن کو چلے تشنہ کے مبارز کی پکار — اپنے گھوڑے پہ چڑھے ہاتھ میں لیکر تلوار
زیب تن کر لیئے پھر جنگ کے سارے ہتھیار — پھر تقابل کے لیئے پہونچ گئے صاعقہ وار

فوجِ اعدا سے مبارز کو طلب کرنے لگے
اور آواز سے اشعارِ رجز پڑھنے لگے

اک حکم ان میں بہادر تھا نہایت مشہور — روبرو وہب کے کس ناز سے آیا مغرور
ایک حملہ ہی میں جاتا رہا سب اس کا غرور — وہب کے مارا تو ہوئی رُوح بدن سے کافور

اس کا قتل دیکھ کے اعدا میں بہت شور مچا
پھر کوئی اور مبارز تو مقابل نہ ہوا

وہب دوڑاتا ہوا گھوڑے کو پھر آگے بڑھا
جو مقابل ہوا نیزہ سے اُسے ختم کیا
قلبِ لشکر پہ غضنفر کی طرح جا پہونچا
نیزہ جب ٹوٹ گیا تیغ سے پھر کام لیا

گردنیں تیغ زنوں کی بھی اُڑائیں اُس نے
خاک میں لاشیں مقابل کی ملائیں اُس نے

اس کے حملوں سے ہوا لشکرِ اعدا جب تنگ
عمر بولا نہ کرو وہب سے اس طرح کی جنگ
گھیر کر چاروں طرف سے کرے حملہ آہنگ
اسی تدبیر سے دب سکتی ہے بس اُسکی اُمنگ

سب نے حملہ کیا یہ خاک پہ گھوڑے سے گرا
اُس کا سر کاٹ کے خیمہ کی طرف پھینک دیا

ماں نے اس بیٹے کا سر گود میں اپنی رکھا
اور کہتی تھی میں راضی ہوئی تجھ سے بیٹا
پھر وہ سر بی بی نے کس حسرت وارماں سے لیا
بوسہ دے کر اسے پھر ہونے لگی اس پہ فدا

ساتھ نوشہ کے جاں اس کی ہم آغوش ہوئی
وہب کی جنگ تو اجمال اسی صورت سے ملی

---

# جنگ حُر بن یزید رِیاحی

حُر کا یہ قصہ تواریخ میں منقول ہوا
در حقیقت انہیں محبوب تھی آلِ زہرا
لیکن اس فوج مخالف میں انہیں آنا پڑا
ان سے پھر قوم کا دیکھا نہ گیا جور و جفا

اس لئے سخت پریشان تھے دل تھا بیچین
کر رہا تھا انہیں وارفتہ وہی حبِّ حسین

یہ خیال ان کو کسی جا نہ ٹھہرنے دیتا — پہنچے یہ عمر کے پاس اُس سے کہا یہ تو بتا
آلِ زہرا سے تجھے لڑنا بھلا کب ہے روا — ان کے نانا کو جواب اس کا بھلا دیگا تو کیا

انکی اس بات کا اس سے نہ بنا کوئی جواب
یہ چلے آئے مگر قلب تھا ان کا بیتاب

دل دھڑکتا تھا بدن کانپ رہا تھا انکا — سخت حیران تھے چہرہ بھی تھا انکا اترا
دیکھا جب ان کو پریشان تو مصعب نے کہا — اے برادر مرے اسوقت ترا حال ہے کیا

آپ کے واسطے یہ پہلا ہی موقع تو نہیں
معرکے گذرے نظر سے تری کتنے بہ یقیں

حُر نے فرمایا برادر تجھے یہ بھی ہے خبر — اس لڑائی میں مقابل ہے پیمبر کا پسر
عاقبت سے جسے لڑنا ہو بلا خوف و خطر — اس لڑائی میں دکھائے وہ دلیری کے ہنر

درمیان دوزخ و جنت کے کھڑا ہوں میں یہاں
خوف دوزخ سے ہوں اسوقت میں بیتاب و تواں

حُر نے اتنے میں یہ شبیر کی آواز سُنی — آج بے یار و مددگار ہے یاں آلِ نبی
ہم پہ قربان کرے جاں کوئی ایسا ہی جری — اور صلہ اس کا مرے نانا اُسے دیں بخوشی

اس صدا سے ہوا حر کے دلِ بیچین کو چین
سمجھے اب عفو کریں گے مرے سب جرم حسین

اس ارادہ سے چلے گھوڑے پہ اپنے چڑھ کر — ٹھان لی دل میں کہ صدقے ہو یہ جاں قدموں پر
گھوڑا دوڑاتے ہوئے پہنچے یہ پیش سرور — اُترے گھوڑے سے رکاب آپکی تھامی جا کر

عرض کی ابن رسول ایک خطا کار ہوں میں
آپ کے پہلے مقابل کا گنہگار ہوں میں

اس بیابان میں سرکار کو میں نے روکا — یہ جسارت ہوئی سرکار میں اس حُر سے شہا
اب نظر اُٹھتی نہیں مارے خجالت کے فدا — سُن کے آیا ہوں میں حضرت کی کریمانہ صدا

یہ تمنا ہے مرے جرم کو اب عفو کرو
جاں فدا کرنے کی اب مجھ کو اجازت دیدو

آپ نے ہاتھ سر حُر پہ بشفقت رکھا — اور فرمایا ترا عذر بھی مقبول ہوا
توبہ کر رب ہے وہ بخشیگا ترے جرم و خطا — تیری تقصیر کو حُر میں نے بھی اب عفو کیا

جاں فدا کرنے کی اب تجھ کو اجازت دیدی
اب شہادت کی سعادت تجھے مل جائے گی

حُر چلے گھوڑے کو میداں کی طرف چمکا کر — سامنے لشکر اعدا کے یہ پہونچے جا کر
نکلے مصعب صف اعدا میں سے موقع پا کر — چل دیئے گھوڑے کو وہ حُر کی طرف دوڑا کر

سمجھے اعدا کہ انہیں بھائی پہ غصہ آیا
بھائی بھائی کے تقابل کے لیئے ہے نکلا

سامنے پہنچ کے یہ بھائی نے بھائی سے کہا — تو مرے واسطے اس دم خضر راہ بنا
تو نے اب قعر ہلاکت سے مجھے روک لیا — خدمت شہ کا مرے دل میں بھی اب شوق ہوا

حرص دُنیا سے تجھے ہو گئی جیسی نفرت
رب کی توفیق سے مجھ کو بھی ملی یہ دولت

دیکھ کر واقعہ یہ رنج سب اعدا کو ہوا — عُمر تو دیکھ کے یہ کانپنے تھرانے لگا
اک بہادر کو تقابل کے لیئے اُس نے چنا — اور کہا اس سے کہ نرمی سے تو حُر کو سمجھا

وہ سعی کر کہ یہ ہو ابن علی سے بیزار
اور کسی طرح سے ہو جائے موافق ہموار

کامیابی نہ ہو تو کاٹ کے اس کا سر لا　　وہ ہلا حُر سے اور افسوس سے یہ کہنے لگا
حُر تری عقل پہ ہم فخر کیا کرتے سدا　　آج تو نے بڑی نادانی کا یہ کام کیا

کون سی فوج کو تو چھوڑ رہا ہے ناداں
رشتہ کن لوگوں سے تو جوڑ رہا ہے ناداں

آج کس لشکرِ جرّار سے تو نکلا ہے　　تو نے اب شاہی عطیات کو ٹھکرایا ہے
کس لیئے چند مسافر پہ تو اب شیدا ہے　　جن کے پاس اک نہ تو قطرہ نہ کوئی ٹکڑا ہے

ہم تری ایسی حماقت پہ بھی خاموش رہیں
ایسی نادانی پہ ہم کیسے نہ افسوس کریں

حُر نے فرمایا کہ بے عقل تو خود ہے ناداں　　پاک کو چھوڑ کے ناپاک کا تو ہے جویاں
چھوڑ کر باقی کو فانی کا تجھے ہے ارماں　　عیشِ فانی پہ کرے عیشِ ابد کو قرباں

تیرا حاکم بھی تو ناپاک ہے فاسق فاجر
میرا آقا ہے نبی زادہ امام طاہر

اس گلِ باغِ رسالت پہ کروں جان فدا　　اس سے بڑھ کر بھلا کونین میں دولت بھی ہو کیا
یہ تمنا مری کیسی ہے ذرا تو ہی بتا　　بولا میں خود بھی ہوں اس چیز سے واقف بخدا

لیکن اس وقت ہمیں مدِ نظر تو ہے یہ مال
ہم سپاہی ہیں ہمیں چاہیئے دولت کا خیال

حُر نے فرمایا کہ لعنت ہے ترے حوصلہ پہ　　اُس نے طے کر لیا حُر پہ نہیں ہو سکتا اثر
اُلفتِ آلِ نبی سے یہ ہوا تفتہ جگر　　اس کے دل میں شہ طیبہ کا ولا کر گیا گھر

اب کوئی کید و فریب اس پہ نہ چل سکتا ہے
چالبازی سے یہ ہرگز نہ پھسل سکتا ہے

اُس نے اک تیر پھر اب سینۂ حُر پر مارا — حُر نے نیزہ ہی کا اک وار مقابل پہ کیا
اس کے سینہ کو چھیدتا ہوا وہ پار گیا — پھر اُٹھا کر اسے گھوڑے سے زمیں پر ٹپکا

اس کا اس ایک ہی حملہ میں ہوا کام تمام
پی لیا اس نے اسی وقت ہی تو موت کا جام

تین بھائی تھے اسی شخص کے وہ دوڑ پڑے — حملہ آور ہوئے حُر ان پہ بھی آگے بڑھ کے
ایک کے سر کو قلم کر دیا شمشیر ہی سے — اک کو دے ٹپکا زمیں پر کہ وہ پھر سانس نہ لے

تیسرا بھاگا تو پیچھے ہی سے لی اس کی خبر
پُشت پر نیزہ لگا سینہ سے نکلا باہر

حُر نے پھر لشکرِ اعدا کو دکھایا یہ ہنر — میمنہ پر جو کیا حملہ تو وہ سارا لشکر
سخت حیران ہوا دیکھ کے حُر کے جوہر — حُر پہ پھر ٹوٹ پڑا لشکرِ اعدا مل کر

حُر گرے گھوڑے سے جب زخموں سے بیجان ہوئے
کس شجاعت سے وہ شبیر پہ قربان ہوئے

خود امام آئے انہیں رن سے اُٹھانے کیلئے — ان کا سر زانوئے اقدس پہ رکھا حضرت نے
اور غبارِ رُخِ حُر صاف کیا دامن سے — حُر نے دیکھا مرا سر گود میں شبیر کے ہے

ناز کرتے ہوئے تقدیر پہ یہ حُر اجمل
چل دیئے خُلدِ بریں ساتھ لیا نقدِ عمل

# مجلس نہم

حُر کے بعد ان کے برادر نے بھی کی جاں فدا اک غلام انکا تھا اس نے بھی تو سر نذر کیا
جذبۂ خدمت شبیر تھا دونوں میں بھرا کربلا میں انہیں یوں فضل شہادت کا ملا

پھر فدا شاہ پہ ہونے لگے سارے ہی مرید
سر کٹا کر ہوئے میدان محبت میں شہید

اہلبیت آپ کے باقی جو تھے وہ بھی اُٹھے جاں نثاری کی تمنا میں یہ سرشار ہی تھے
ایسے تھے شوق شہادت میں یہ سب متوالے کر دیئے بلبلوں پروانوں کے ہیچ افسانے

ان میں سے ایک نے بھی تو نہیں ہمت ہاری
ایک کو بھی نہ ہوئی جان عزیز اور پیاری

تھی ہر اک کی یہ تمنا یہ ہر اک کا اصرار گر اجازت ہو تو پہلے میں کروں جان نثار
جذبۂ شوق شہادت سے تھے ایسے سرشار ایک تو رن کو چلا دوسرے میں اُٹھا اُبھار

اک شہید ہو گیا اور دوسرا مرنے کو چلا
اک نے کٹوا لیا سر اور کٹانے کو چلا

اب تو میدان میں شیران علی آنے لگے سامنے فوج کے گھوڑوں کو وہ دوڑانے لگے
دل دلیروں کے لرزنے لگے تھرانے لگے ان کے حملوں سے بہادر بھی تو گھبرانے لگے

فوج اعدا کے بہادر ہوئے ان سے ششدر
کہتے ہیں شیر خدا کے ہیں یہ سب شیر ببر

سامنے ان کے مبارز جو اُدھر سے آتا ہاتھ اُٹھاتے یہ اِدھر اور وہ فنا ہو جاتا

پھر طلب کرتے مبارز کو تو فوج اعدا بھیجتی اُس کو جو مشہور بہادر ہوتا
ایک ہی وار میں اس کو یہ فنا کر دیتے
ایک ہی حملہ میں اس کو یہ گرا کر رہتے
ان کا نیزہ تھا کہ جو لاتا تھا پیغامِ قضا اور تلوار تھی لشکر کے لئے برقِ فنا
تیر تھا قلب و جگر دونوں کا ڈسنے والا اور خنجر تھا کہ جو موت کو لے کر آتا
ان کے حملوں سے زمین خون سے سیراب ہوئی
ریگِ صحرا کو بھی رنگین بنا دیتی تھی
دیکھ کر ان کے فنِ جنگ کو ہوتے ترساں فوجِ اعدا میں تھے جتنے بھی دلیر اور جواں
میمنہ کی صفیں کر ڈالتے اکدم ویراں میسرہ پر جو پلٹ پڑتے تو ہوتے بیجاں
ان میں ہر اک نے شجاعت و جوانمردی وہ کی
آج تک جس کی مثال ایک بھی دیکھی نہ سُنی
اور فرزندانِ حسن نے جو ہُنر دکھلائے ہوش اعدا کے اُڑے اور بہادر کام آئے
دیکھ کر ان کے ہُنر عُمر نے یہ راز بتائے یہ نہ مرتے جو انہیں پانی ذرا سا مل جائے
ان کا ایک ایک ہمارے لئے کافی ہوتا
ایک حملہ سے نہ بچ سکتا یہ لشکر میرا
آخر ان لوگوں نے شبیر پہ کی جانیں فدا شہ کی الفت میں تنوں سے کئے سر اپنے جُدا
خون سے اپنی جوانمردی کے نقشوں کو لکھا اپنے مذہب کی حمایت میں یہ ایثار کیا
الغرض ہو گئے سارے ہی تو شہزادے شہید
لیکن اجمل نہ ہوئے راہِ شریعت سے بعید

# حضرت علی اکبر کا خدمتِ امام میں حاضر ہو کر اجازت طلب کرنا

علی اکبر انہیں شبیر کے تھے نورِ نظر     اہلبیت ان پہ کیا کرتے تھے فخر آٹھ پہر
یہ بھی آئے ہیں اجازت کے لئے پیش پدر     رن میں جانے کیلئے کہتے ہیں والد سے پسر

سن کے بیٹے کی یہ خواہش ہوئے خاموش حسین
پہلا غم بھول گئے اب ہوئے زائد بے چین

وہ پسر جس کی کوئی بات نہ ٹالی جاتی     جس کی ہر ایک تمنّا پہ سعی ہوتی تھی
جس کی سب خواہشیں کیجاتی تھیں اب تک پوری     جس کی ہٹ اور کوئی ضد کبھی نہ کبھی نہ ٹالی

جس چہیتے کو نہ ملتا کبھی انکاری جواب
آج تک جس نے نفی کا نہ سُنا کوئی جواب

اب اجازت نہیں دیتے ہیں اگر ان کو امام     رد ہوا جاتا ہے اس ناز کے پالے کا کلام
رنج و کلفت سے بدل جائے گا اس کا آرام     سب بگڑ جائے گا اس لاڈلے بیٹے کا نظام

ہو گا پژمردہ گلستانِ رسالت کا یہ پھول
منع کرنا بھی ہے اس وقت خلافِ معمول

دیں اجازت انہیں کس شے کے دکھانے کیلئے     نوجوانی کی بہاروں کے لٹانے کے لئے
تیغ سے سوکھا ہوا حلق کٹانے کے لئے     قتل ہونے کے لئے خون بہانے کے لئے

خاکِ صحرا پہ تڑپتا ہوا دیکھیں ان کو
ریت پہ خون میں لتھڑا ہوا پائیں ان کو

الغرض جب علی اکبر نے کیا بے اصرار — شاہ نے دیدی اجازت انہیں ہو کر ناچار
خود امام ان علی اکبر پہ ہوئے پہلے نثار — روبرو اپنے کیا بیٹے کو گھوڑے پہ سوار

اسلحہ دستِ مبارک سے لگائے ان کے
خود ہی فرزند کو ہتھیار پنھائے سارے

سر پہ مغفر رکھا اور پٹکا کمر پہ باندھا — اور کرنے لگے تلوار حمائل آقا
نیزہ فرزند کے خود دستِ مبارک میں دیا — باپ نے بیٹے کو اس طرح بنایا دولھا

علی اکبر کو پدر نے تو اجازت دے دی
خیمہ والوں سے بھی رخصت ہوئے یہ شیرِ علی

پہونچے جب جنگ کے میدان میں علی اکبر — جیسے خورشید ہو مطلع سے نکل کر باہر
رُخ کی تابش سے چمک اٹھا وہ میدان اِدھر — کاکلِ مشکیں نے مہکا دیا صحرا کو اُدھر

سامنے چہرہ کے شرما دیا ماہِ تاباں
بن گیا حسن کا بستان وہ سارا میداں

فاطمی چاند تھا کس ناز سے گھوڑے پہ سوار — نوجوانی کی بہاریں ہوئیں قدموں پہ نثار
ان کی کاکل سے خجل ہو رہی تھی سنبلِ زار — برگِ گل ان کی نزاکت سے تھا شرمندہ زار

خطبہ پڑھتی تھی یہ تصویر رُخِ احمد کی
آئینہ بن گئی تنویر جمالِ حیدر کی

رن میں جا کر صفِ اعدا کے مقابل پہنچا — اور یہ اشعارِ رجز اپنی زباں پہ لایا

میں حسین بن علی کا ہوں چہیتا بیٹا آلِ اطہر ہوں نبی میرے پدر کے نانا
میرے ہی حیدرِ کرار ہیں جدِّ امجد
میری دادی ہے سنو فاطمہ بنتِ احمد

جب پڑھا ہوگا رجز اس علی اکبر نے وہاں کانپ اٹھا ہوگا ہر اک ذرۂ دشتِ ویراں
لیکن اعدا پہ رجز کا نہ ہوا کوئی نشاں سخت دل ایسے تھے پتھر میں بھی یہ سختی کہاں
یہ رجز سن کے بھی ان کا نہ ہوا سرد عناد
کیسے سینے تھے کہ ان سے نہ ہوا دور فساد

عمر سے پوچھا ان اعدا نے یہ ہے کون سوار جس کے چہرہ کی تجلی سے ہیں خیرہ انظار
جس میں ہیں شانِ شجاعت کے نمایاں آثار جس میں انداز جوانمردی ہیں حاصل بسیار
جس کی ہیبت سے دلیروں کے ہوئے دل لرزاں
جس کی صولت سے بہادر ہوئے سارے حیراں

عمر بولا یہ ہیں فرزندِ جنابِ شبیر اور شجاعت میں علی شیرِ خدا کے ہیں نظیر
ان میں بھی حضرت زہرا کا ہے پاکیزہ خمیر ان کے رخ میں ہے عیاں نورِ نبی کی تنویر
صورت جد سے بہت ملتی ہے ان کی صورت
سیرت پاک نبی ہو گئی ان کی سیرت

عمر سے لشکرِ اعدا نے جو یہ حال سنا کچھ پریشان ہوئے ان کے دلوں نے یہ کہا
ایسے آقا کے نواسے کے مقابل آنا ان پہ یہ جور و ستم کرنا اور ان سے لڑنا
بدسلوکی ہے نہایت ہی یہ سفلہ پن ہے
سخت نالائقی ہے کیسا کمینہ پن ہے

باوجود اس کے یہ کیوں جنگ کو تیار ہوئے — کیوں پیمبر کے نواسے کے مقابل آئے
کس لئے فاطمہ بی بی کے چہیتوں سے لڑے — کس لئے اپنے ان افعال سے باز آ نہ سکے
الغرض ان لوگوں کے اندر تھی بہت حرص و ہوا
اس لئے ایسے مظالم و جرائم کو کیا

# علی اکبر کا میدانِ جنگ میں مبارز طلب کرنا

لشکرِ عمر کو للکارا علی اکبر نے — یہ کہا تم میں بہادر ہو کوئی بھیجو اسے
زورِ بازوئے علی دیکھنا جو چاہتا ہے — آزمانا ہو بنی زہرا کی طاقت کا جسے
چُن کے اس شبر کو تم میرے مقابل بھیجو
اپنے مشہور بہادر کا نتیجہ دیکھو
چند بار ان سے مبارز کو طلب فرمایا — لیکن اعدا کی طرف سے کوئی آگے نہ بڑھا
اک بہادر بھی تقابل کے لئے آ نہ سکا — چھا گیا سارے ہی لشکر پہ عجب سناٹا
علی اکبر کے تقابل کی تھی کس میں ہمت
سامنے ان کے بڑھے ایسی تھی کس کو جرأت
دیکھا شہزادے نے کوئی نہ بڑھا صف سے کہیں — ان میں ہمت ہی برابر کی لڑائی کی نہیں
ایک بھی ان میں مقابل نہیں میرا بہ یقیں — ان سے اس وقت جوانمردی کی سب باتیں گئیں
اب تو کل لشکرِ اعدا پہ میں خود حملہ کروں
سب اُدھر سے لڑیں اور صرف ادھر سے میں لڑوں

آپ نے گھوڑے کو ادنیٰ سا اشارہ جو دیا    صاعقہ وار وہ اعدا کی صفوں میں پہونچا
لشکرِ عمر پہ حملہ علی اکبر نے کیا    جس طرف زد کی بہت سے ہوئے سر تن سے جدا

کبھی نیزہ میں چبھو ڈالے بہت سے اشرار
کبھی کرتے تھے وہ اس فوج پہ تلوار کے وار

منتشر کر دیا جب میمنہ پر پہونچ گئے    پلٹے جب میسرہ پر کتنے گرا کر مارے
قلبِ لشکر میں جو پھر غوطے لگائے جا کے    سر گرے جیسے کہ گرتے ہیں خزاں کے پتے

کر دیں دشمن کی صفیں آپ نے درہم برہم
ایک حملہ میں کیا لشکرِ اعدا بے دم

اسی اثنا میں انہیں پیاس کی بیتابی ہوئی    چونکہ موسم بھی تھا گرم اور عرب کی گرمی
ریت کا ملک تھا اور لو بھی بہت چلتی تھی    اور تھی دھوپ میں اُس روز نہایت تیزی

زیبِ تن آپ کے تھے لوہے کے سارے ہتھیار
ہو چکے آگ ہیں اس دھوپ سے سارے ہتھیار

ایسا وقت ایسی زمیں اور پھر اس میں لڑنا    دوڑ دھوپ اس پہ پھر اس طرح کی رن میں کرنا
اور پھر پانی کو بند ان کے لئے کر دینا    تین دن سے انہیں پانی کا نہ قطرہ ملنا

کیوں نہ ہوں پیاس سے پھر یہ علی اکبر بیتاب
کیوں نہ پژمردہ ہو یہ حضرت زہرا کا گلاب

موڑ کر باگ چلے رن سے علی اکبر    آن کی آن میں حاضر ہوئے وہ نزد پدر
عرض کی پیاس کی شدت ہے قسیم کوثر    ایک قطرہ سے مرا حلق ہی کر دیجئے تر

کاش اس وقت انہیں چند ہی قطرے ملتے
فوجِ اعدا کو وہ پیوند زمیں کر دیتے

ان کی جب شاہ نے بیتابی کی حالت دیکھی ‌ ‌ ‌ حلق تر کرنے کہاں پاس تھا ان کے پانی
آپ نے صاف کی جو گرد کہ رُخ پہ تھی لگی ‌ ‌ ‌ موںھ میں بیٹے کے فقط اپنی انگوٹھی رکھدی

باپ کی شفقت و رحمت سے علی اکبر
پا کے تسکین فدا ہونے لگے قدموں پر

---

# دیگر

پھر یہ شہزادہ وہاں سے سوئے میدان چلا ‌ ‌ ‌ پھر صدا دے کے مبارز کو طلب کرنے لگا
دم بخود ہو گئے اعدا کوئی آگے نہ بڑھا ‌ ‌ ‌ سامنے کوئی تقابل کے لئے آ نہ سکا

سامنے ان کے دلیروں کے بھی دل چھوٹ گئے
ہمتیں پست ہوئیں حوصلے سب ٹوٹ گئے

عمر نے اپنے شجاعوں ہیں یہ طارق سے کہا ‌ ‌ ‌ ہے بڑے شرم کی بات آج اکیلا لڑکا
تین دن سے ہے جو میدان میں بھوکا پیاسا ‌ ‌ ‌ اور پھر لڑتے ہوئے رن میں بہت خستہ ہوا

پھر بھی وہ تم سے مبازر کو طلب کرتا ہے
شیر کی طرح وہ اس فوج کو للکارتا ہے

اور تم لوگ ہو تعداد میں بائیس ہزار ‌ ‌ ‌ تازہ دم بھی ہو بہادر بھی ہیں تم میں بسیار
تف ہے دعوائے شجاعت پہ تمہارے سو بار ‌ ‌ ‌ کچھ بھی غیرت ہے تو میدان میں پہنچو دو چار

حاکم کوفہ کی جانب سے تجھے اے طارق
شہر موصل کی حکومت کا ہے وعدہ صادق

بولا طارق مجھے اس بات کا اندیشہ ہُوا بعد میں تو نے جو وعدہ نہ کیا اپنا وفا
پھر تو طارق نہ تو دیں اور نہ دُنیا کا رہا میں نے عقبیٰ کو بھی خود ہاتھ سے برباد کیا

جن سے لڑتا ہوں میں بیشک ہیں یہ فرزندِ رسول
ہیں یہی آلِ علی اور یہی اولادِ بتول

عمر نے کھائی قسم عہد بہت پختہ کیا حرص طارق کو بھی موصل کی حکومت کا ہوا
سامنے پہنچا وہ شہزادے کے لے کر تیغا حملہ آور ہُوا شہزادہ پہ نیزہ مارا

رد کیا حملہ کو طارق کے علی اکبر نے
اور اک وار جوابی کیا خود نیزہ سے

ایسا شہزادہ نے وہ وار کیا طارق پہ جو لگا سینہ پہ اور پشت سے نکلا باہر
اپنے گھوڑے سے وہ فی الفور گرا غش کھا کر شاہزادہ نے بھی گھوڑے کو اشارہ دے کر

روندھ ڈالا اسے گھوڑے کے سُموں سے اکدم
سُرمہ کر ڈالیں سبھی ہڈیاں اس کی بقسم

تھا اسی معرکہ میں عمر پسر طارق کا دیکھ کر باپ کی حالت اُسے غصہ آیا
گھوڑا دوڑا کے تقابل کی غرض سے نکلا حملہ آور ہوا شہزادہ پہ دل کا اندھا

شاہزادہ نے دیا موت کا اس کو پیغام
ایک ہی وار میں نیزے کے کیا کام تمام

طلحہ جو عمر کا بھائی پسر طارق تھا بدلہ لینے کے لئے باپ کا اور بھائی کا
علی اکبر کے مقابل بڑی جرأت سے بڑھا شاہزادہ نے بس اس طرح سے اس کو مارا

اپنا ہاتھ اس کے گریبان میں ڈالا پہلے
اور زمیں پہ اسے دے ٹپکا بہت عُجلت سے

ابنِ غالب تھا ہُنر مند بہادر مشہور عمر نے سوچا کہ ہو جائے گا غالب یہ منوُر
اس کو بھیجا گیا میداں میں بصد فرح و سُرور پہنچا اتراتا ہوا یہ علی اکبر کے حضور

مکر سے نیزہ کا اک وار مقابل ہو کر
ابن غالب نے اچانک کیا شہزادہ پر

شاہزادہ نے ہُنر مندی دکھائی اپنی رد کیا ایسا گیا حملہ ہی اُس کا خالی
کر دیا نیزہ قلم ضرب جو تلوار کی کی دُوسری ضرب اسی تیغ کی ایسی ماری

سر سے تا زین سبھی کٹ گیا ابنِ غالب
ٹکڑے ٹکڑے ہوا اور چھٹ گیا ابنِ غالب

---

# شاہزادہ کے فنونِ جنگی سے عمر کا خوف زدہ ہونا

شاہزادے کی ہُنر مندی وجراٴت کا اثر چھا گیا عمر پہ اور اس کے سبھی لشکر پر
کوئی ان میں کا دکھا سکتا نہیں فن کا ہُنر کوئی تنہا نہیں لڑ سکتا مقابل آکر

عمر نے دیکھا کہ ان میں کوئی لڑ سکتا نہیں
اس لیئے بند کی اس شان کی جنگ اس نے وہیں

الغرض عمر نے یہ دیکھ کے محکم سے کہا اک ہزار اپنے سواروں کا تو دستہ لے جا
یہ تقابل کریں اک ساتھ ہی شہزادے کا جا کے اس دستہ نے میدان میں جب حملہ کیا

ان پہ شہزادہ نے بھی نیزہ سے کچھ وار کیئے
کچھ تو مارے گئے کچھ بھاگ کے لشکر میں ملے

تشنگی آپ کی پھر اور زیادہ جو بڑھی — باگ گھوڑے کی اُٹھا کر چلے رَن سے یہ جری
خدمت والد ماجد میں یہ پہونچے جلدی — عرض کی دیکھئے بابا مری خستہ حالی

اے پدر پیاس کی اسوقت بہت شدت ہے
تشنگی سے مری اسوقت بُری حالت ہے

دیکھ کر حالِ پسر کہنے لگے ان سے امام — ہو رہی ہے مرے فرزند تری عمر تمام
صبر کر نورِ نظر دیں گے تجھے شاہِ انام — حوض کوثر کا چھلکتا ہوا اب جام پہ جام

جس کی لذّت کا تصور بھی نہ ہو سکتا ہے
جس کی سیرابی کو یہ مہر نہ کھو سکتا ہے

شاہزادے یہ خبر سُنتے ہی مسُرور ہوئے — جلد میداں کی جانب کو وہ پھر لوٹ گئے
جاتے ہی لشکر اعدا پہ وہ پھر ٹوٹ پڑے — خوب لڑتے رہے اعدا کو گراتے ہی رہے

ریت کو خون سے تر کر دیا شہزادے نے
صدہا لاشوں سے وہ رن بھر دیا شہزادے نے

مختصر یہ کہ شہزادہ تو لڑتا ہی رہا — فوج اعدا نے انہیں چاروں طرف سے گھیرا
سب نے یکبارگی تیروں سے فقط کام لیا — ان ہزاروں نے نشانہ اسی اک تن کو کیا

بزدلی ایسی کسی سے نہ سُنی ہو گی کبھی
ایسا رن ایسی لڑائی نہ ہوئی ہو گی کبھی

اللہ اللہ کہ زہرا کے چمن کا گُل تر — جس پہ نیزے کی پڑیں سینکڑوں ضربیں آکر
جس پہ اعدا کی چلیں سینکڑوں تیغ اور خنجر — صدہا تیروں کی بھی بوچھار ہو جس کے تن پر

پھر نہ کیوں جسم سے شہزادہ کے ہو خون رواں
صدہا زخموں سے نہ کیونکر ہو وہ بیتاب و تواں

آہ شہزادہ پہ کیونکر نہ غشی آجائے	ریتہ پر کیسے رُکے کیسے وہ آسن کو جمائے
اپنے گھوڑے سے وہ کیونکر نہ زمیں پر آئے	خاک پر آشنا بھی آقا نہ کرم فرمائے
شاہزادہ نے کہا یا اَبَتَ اَدْرِکْنی
اے مرے باپ مجھے رن سے اُٹھا لیجئے ابھی

شاہ سُنتے ہی اس آواز کے میداں پہنچے	دیکھا چھلنی سا ہے بیٹے کا بدن زخموں سے
وہ قمر خاک میں اور خون میں آلودہ ہے	جس کو پالا تھا بڑے ناز و نعم سے شہ نے
رکھ کے سر گود میں بیٹے پہ کیا شاہ نے پیار
اپنے دامن سے کیا صاف جو تھا رُخ پہ غبار

شاہزادہ نے ذرا کھول کے آنکھ ایک نظر	دیکھا رکھا ہوا آغوش پدر میں ہے یہ سر
عرض کی آپ پہ قربان ہو یہ جان پسر	اے پدر دیکھ رہا ہوں کہ کھلے چرخ کے در
جام شربت سے تیار ہیں حورانِ جناں
اتنا کہا اس قول پہ شہزادہ کی رخصت ہوئی جاں

## اہلبیت کا صبر و استقلال

جس قدر آل پیمبر نے یہاں صبر کیا	پیش کر سکتی نہیں اسکی نظیر ارض و سما
سامنے انکے تھا وہ جنگ کا میداں سارا	آنکھ سے دیکھتے جاتا جو بھتیجا ان کا
دوڑ دھوپ اس کی لڑائی کی یہ دیکھا کرتے
دیکھتے اپنے بھتیجے کو وہ رن میں گرتے

ناز پروردہ کو خود خون میں نہاتا دیکھا — نوجوانی کی بہاروں کو لٹتا دیکھا
اس کو تلوار و سناں تیروں کو کھاتا دیکھا — خاک اور خون میں گردن کو کٹتا دیکھا

لیکن ان کی نہیں نکلی کبھی آواز سے آہ
لب پہ تھی حمدِ خدا اور کبھی اِنّا لِلّٰہ !

باوجودیکہ غم و رنج کے طوفاں اُمڈے — جور اور ظلم و مصائب کے جبل ٹوٹ پڑے
تین دن تک تو برابر رہے بھوکے پیاسے — گرمیِ مہر سہی۔ لُو کے تھپیڑے بھی سہے

لیکن اک حرف شکایت کا نہ لائے لب پر
شکر حق کرتے رہے مرضیِ مولےٰ پا کر

تھے انہیں آلِ پیمبر سے علی اصغر — آپ بھی حضرت شبیر کے تھے چھوٹے پسر
بچے کم سن تھے غذا ان کی تھا شیرِ مادر — ماں کی آغوش میں تھے یہ بھی تو ہمراہ پدر

ان کی مادر کو بھی جب کھانے کو کچھ مل نہ سکا
دُودھ اک بُوند بھی پستانوں میں پیدا نہ ہوا

بھوک اور پیاس کی شدت سے یہ بیتاب ہوئے — خود تو کچھ کہہ نہیں سکتے تھے یہ ننھے بچے
پیچ کھا کھا کے تڑپ جاتے اشارے کرتے — ہاتھ اور پاؤں کو وہ مارتے تھے رو رو کے

ان کی ننھی سی زباں خشکی سے باہر آتی
شدتِ پیاس سے حرکت بھی نہ کر سکتی تھی

بچہ والد کو کبھی دیکھتا ہے حسرت سے — ان کو دکھلاتا ہے ننھی سی زباں رو رو کے
ان اداؤں میں اشارہ یہ کیا بچے نے — گھر میں یہ باپ ہی بس کھانے کی شے لاتا ہے

بیکسی دیکھ کے میری انہیں رحم آئے گا
کوئی قطرہ تو یہ میرے لئے اب لائے گا

کبھی اُمید سے کرتا ہے یہ مادر پہ نظر　　اور دکھاتا ہے انہیں اپنی زباں رو رو کر
ملتا ہے بچّہ کو رو کر ہی تو شیرِ مادر　　گویا مادر سے وہ کہتا ہے کرو حلق کو تر
اس کو بیتاب وہ مادر بھی کہاں تک دیکھے
ننھے بچّے کا یہ منظر بھی کہاں تک دیکھے

ماں سے اس بچّے کے حالات جو دیکھے نہ گئے　　عرض کی شہ سے جو احوال ہیں اس بچّے کے
پاش پاش ان سے مرے قلب و جگر ہونے لگے　　سچ تو یہ ہے کہ وہ اب صبر کے قابل نہ رہے
ننھے بچّے کا تڑپنا نہیں دیکھا جاتا
اس کی بےچینی سے بیتاب ہے کنبہ سارا

آپ اس بچّہ کو میدان میں لے جائیں ابھی　　اور دکھائیں انہیں اس بچّہ کی خستہ حالی
رحم کھا کر کوئی دے دیگا اسے تو پانی　　کرتا ہے جان بچانے کی ہر اک شخص سعی
دشمنی اس سے جہاں میں کوئی کر سکتا ہے
کیا یہ میدان میں تقابل کو اُتر سکتا ہے

الغرض بچّہ کو سینہ سے لگا کر وہ امام　　پہنچے میدان میں اور ان سے یہ فرمایا کلام
میں نے کٹوا دیئے احباب عزیز اپنے تمام　　تم نے اب تک کئے ہیں جور و جفا ظلم کے کام
اور بھی تم میں اگر بغض و حسد باقی ہے
سُن لو اس کے لئے یہ جان و جسد باقی ہے

لیکن اس بچّہ کا تم حال زبوں دیکھ تو لو　　اس کا دم توڑنا اور پیاس کی شدت دیکھو
اس کی اب جان بچانے میں یہ احسان کرو　　حلق تر کرنے اسے چند ہی قطرے دیدو
ان جفاکاروں پہ اس کا بھی اثر کچھ نہ ہُوا
ایک قطرہ اسے پانی کا انہوں نے نہ دیا

ایک بدبخت نے یہ اور کیا جور و جفا
تیر اس ننھے سے بچے کے گلے پہ مارا

حلق کو چھید کے جو بازوئے شہ میں بیٹھا
آپ نے تیر کو کھینچا تو وہ بچہ تڑپا

خون سے غسل کیا ہوش میں اس بچہ نے
جان دی باپ کی آغوش میں اس بچہ نے

جب امام اب اسے خیمہ کی طرف لیکے چلے
دور سے دیکھ کے کہنے لگی ماں خیمہ سے

اب تو بچہ میں نہ آثار ہیں بیتابی کے
اور نہ بیچینی ہے کچھ بلکہ سکوں پیہم ہے

ظن غالب ہے کہ پانی اسے اعدا نے دیا
دیکھ کر بچہ کو شاید انہیں رحم آ ہی گیا

پوچھا حضرت سے کہ پانی علی اصغر کو دیا
بولے جام شہ کوثر سے وہ سیراب ہوا

علی اصغر بھی تو بھائی علی اکبر سے ملا
امتحاں گاہ یہ ہے اس میں ہے تسلیم و رضا

اجمل اس شاہ نے چھوٹی بڑی قربانیاں دیں
رن میں لائے اسے جو پاؤں سے چل سکتا نہیں

## مجلس دہم

# منقبت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ

ہیں ہمارے مقتدائے محتشم حضرت حسین
سید اہل عرب شاہ عجم حضرت حسین

ابن حضرت فاطمہ فرزند حضرت مرتضیٰ
پرتو نور نبی محترم حضرت حسین

غنچۂ باغ نبوت ثمرۂ کشت ولا
گلشن زہرا کے ریحان اتم حضرت حسین

ماہتاب مرتضیٰ خورشید حضرت مصطفیٰ
فاطمی منزل کے ہیں نجم دوم حضرت حسین

نائب مولائے حیدر نورِ چشم فاطمہ
سبط اصغر سید حل و حرم حضرت حسین

مظہرِ خُلقِ پیمبر مصدر فیض علی
عرصۂ رشد و ہدایت کے عَلم حضرت حسین

تھے امامِ اہلِ سُنت مقتدائے اہلبیت
سیّد السادات ریحان ارم حضرت حسین

صورت و سیرت میں تھے ہمشکل حضرت مصطفیٰ
مثل حیدر تھے بڑے عالی کرم حضرت حسین

ایک تو سردار اہلِ خلد تھے حضرت حسن
دوسرے سردار سکانِ ارم حضرت حسین

ان کی الفت جب ہے عینِ اُلفت خیر الوریٰ
یوں ہوئے محبوب رب ذو الکرم حضرت حسین

پھول کی طرح سے انکو سونگھتے تھے مصطفےٰ
جب کبھی ہوتے تھے نانا سے بہم حضرت حسین

اللہ اللہ صبر فرماتے بلاؤ ظلم پر
جھیلتے تھے ہر مصیبت درد و غم حضرت حسین

تجھ کو اَجمل کس لئے دارین کا ہے رنج و غم
میٹ دیں گے تیرے سب رنج والم حضرت حسین

# حضرت امام عالی مقام کی شہادت

علی اکبر علی اصغر ہوئے جب رَن میں شہید
علی اوسط کو ہوئی فضل شہادت کی امید

لیکن اسوقت مرض سے تھے یہ کمزور شدید
اور تھی بھوک کی اور پیاس کی تکلیف مزید

باوجود اس کے یہ بات ان کو گوارہ نہ ہوئی
سامنے میرے یہ والد کریں میدان میں سعی

سخت بیمار ہیں اور عزم کیا میدان کا
اُٹھے بستر سے قدم خیمہ سے باہر رکھا

نیزہ جب ہاتھ میں پکڑا تو وہ تھرانے لگا　　کانپ اُٹھے پاؤں بدن میں ہوا لرزا پیدا

اس نقاہت پہ بھی شہزادہ کا ہے عزم قتال

اس دلیری کی ملے گی نہ کوئی اور مثال

دیکھا والد نے تو فرمایا کہ اے جانِ پدر　　لوٹ آ قصد تو میدان کا ہرگز مت کر

میں نے احباب و اعزّہ و اقارب نوکر　　سب کے سب کر دیئے قربان رہ مولیٰ پر

گھر بھی لٹوایا مصائب کو سہا صبر کیا

اب میں سر دینے کو حاضر ہوں بہ تسلیم و رضا

تجھ سے وابستہ ہے سب باغ تمنا میرا　　کون ان پردہ نشینوں کا نگہبان ہوگا

کون گھر تک میرے گھر والوں کو لے جائیگا　　کون ان سارے یتیموں کا بنے گا مولیٰ

جدی آبائی امانت کسے سونپی جائے

خاص قرآں کی حفاظت کسے بخشی جائے

فرض تبلیغ کا کس ذمہ پہ عائد ہوگا　　کون اسرارِ طریقت کی گرہ کھولے گا

کون ہے جس سے مری نسل چلے گی بیٹا　　کون سادات حسینی کا بنے گا آقا

ہے مری ساری اُمیدوں کا تعلق تجھ سے

اک تری ذات ہی وابستہ ہے اب تو تجھ سے

پر توِ حسنِ پیمبر ہے یہ تیری تصویر　　یوں تیری دید کو آئیں گے غریب اور امیر

راہِ ارشاد و ہدایت کا بنے گا تو پیر　　تجھ سے پائیں گے فیوضات صغیر اور کبیر

جانشیں تو ہی تو ہے میرا علی اوسط

اور خلیفہ مرا تو ہو گا علی اوسط

الغرض یہ ہیں سبھی کام ترے ذمہ پر
اس لئے تجھ کو ہو میداں کی اجازت کیونکر
عرض کی دونوں برادر علی اکبر علی اصغر
ہو چکے رن میں شہید آپ پہ قربان ہو کر
مجھ کو بھی جذبہ ہے ان قدموں پہ ہو جاؤں نثار
لیکن اجمل کیا اس شاہ نے ان سے انکار

# عزم امام عالی مقام

عزم فرمایا ہے شبیر نے رن جانے کا
کون میداں میں جانے سے انہیں روکے گا
اب نہ جعفر ہے نہ قاسم ہے نہ عباس رہا
سارے احباب و اعزہ نے تو کیں جانیں فدا
علی اکبر علی اصغر بھی ہوئے شہ پہ نثار
الغرض آپ سے رخصت ہوئے سارے غمخوار
جنگ کے واسطے تیار ہوئے ابن علی
پہنا تھا مصری قبا سر پہ تھی دستار نبی
اور حمزہ کا سپر رکھا کمر پہ اپنی
ذوالفقار آپ نے لی حضرت حیدر والی
نیزہ اک ہاتھ میں لے کر ہوئے تیار امام
تھام لی گھوڑے کی اک دست مبارک میں لگام
منظر حضرت شبیر یہ کیسا ہوگا
اہل خیمہ نے کن آنکھوں سے یہ دیکھا ہوگا
قلب اُن دیکھنے والوں کا دھڑکتا ہوگا
ان کے پہلو میں جگر کتنا پھڑکتا ہوگا
بیکسی دینے لگی ہوگی جدائی کا پیام
چھا گئی ہوگی نگاہوں پہ تو بس ہجر کی شام

نونہالوں پہ ادھر ابرِ یتیمی چھایا — بیبیوں کا بھی سہاگ اُن سے جُدا ہونے لگا
علی اوسط سے ہوا باپ کا اب سایہ جُدا — اب سکینہ سے بھی رُخصت ہوئے والد بخُدا
قافلہ دیکھ رہا ہے انہیں کس حسرت سے
اب ہمیشہ کو جُدا ہوتے ہیں یہ عترت سے

دل مجروحِ جُدائی سے پھٹے جاتے ہیں — رنگ گھر والوں کے چہروں کے اُڑے جاتے ہیں
حسرت و یاس کے سب نقشے کھچے جاتے ہیں — نخلِ امید کے سب پتّے گرے جاتے ہیں
سخت حیران ہیں آنکھوں سے ہے جاری رقت
انکے جسموں میں نہ جنبش نہ زباں میں طاقت

خیمہ والوں سے یہ کہنے لگے آخر میں امام — صبر اور شکر کا تم لوگوں کو دیتا ہوں پیام
تم کو طے کرنا ہے تسلیم و رضا کا یہ مقام — امتحانگاہ میں ثابت قدمی رکھنا مدام
میں نے تم لوگوں کو اب اپنے خُدا پر چھوڑا
میں تو رُخصت ہوا اور تم کو اسی کو سونپا

## میدانِ جنگ میں امامؑ کی آمد کا منظر

پہنچے میدان میں جب ابنِ علی شیرِ خُدا — حق کی صولت سے لرز اُٹھا وہ میداں سارا
تابشِ رُخ سے چمک اُٹھا وہ سارا صحرا — جیسے مہتاب سے ہوتی ہے منوّر دُنیا
یا کہ مطلع سے نکل آیا ہے جیسے خورشید
اک نظر دیکھ کے خیرہ ہوئی ہر چشمِ اُمید

آج کس شان سے آیا یہ پیمبر کا پسر
جس نے مذہب کی حمایت میں لٹایا سب گھر
جس نے کٹوا دیئے میداں میں سب کنبہ کے سر
جس نے صدقے کیے احباب و اعزہ حق پر

اب وہ سر اپنا کٹانے کے لئے آئے ہیں
اب وہ خون اپنا بہانے کے لئے آئے ہیں

ہیں اِدھر صرف امام آلِ نبی کے سردار
اور اُدھر اُن کے تقابل کے لئے چند ہزار
جن میں ہیں سینکڑوں مشہور بہادر ہوشیار
سینکڑوں جن میں ہیں پیدل تو ہزاروں ہیں سوار

لیکن اس شہ کی جبیں پر نہیں کوئی بھی شکن
ان کے چہرہ پہ نہ افکار نہ آثارِ حزن

آپ نے ایک رجز پہلے تو میداں میں پڑھا
اس کے بعد ایک زبردست بڑا خطبہ دیا
حمد اور نعت سے اس خطبہ کا آغاز کیا
پھر فصاحت و بلاغت میں یہ اعدا سے کہا

ظالمو مالک عالم ہے خدا اُس سے ڈرو
بس وہی جان کو لیتا ہے یقین اس پہ کرو

تم یقیں رکھتے ہو اللہ تعالےٰ پہ اگر
اور ایمان تمہارا ہے مرے نانا پر
اور یقیں اس پہ کیا آئے گا روزِ محشر
نصب فرمائے گا میزان عدالت داور

اس میں ہر اک کے عمل وزن کئے جائیں گے
اور بہ تفصیل حسابات لئے جائیں گے

کیا نہیں جانتے والد ہیں مرے شیرِ خدا
والدہ ماجدہ میری ہیں بتول زہرا
جد امجد ہیں مرے حضرت محبوب وریٰ
جو وسیلہ ہیں دو عالم کے لئے روزِ جزا

ساری اُمت کو ہی بس ان کی شفاعت کی امید
مجرموں کے لئے بس ان کی وساطت ہے مفید

روزِ محشر مرے مانباپ نے اور نانا نے
میرے اصحاب و اعزہ و موالی سب کے

اور ان آل کے خونوں کے جو چلے ہے بدلے
پوچھا کیوں تم نے مظالم مرے کنبہ پہ کیئے

بولو کیا دوگے تم اس وقت انہیں اسکا جواب
کس سے امید شفاعت ہے تمہیں یوم حساب

ظالمو تم نے یہاں میرے اعزہ و عیال
میرے اصحاب و موالی مرے پیارے اطفال

سب کیئے تم نے شہید اب یہ تمہارا ہے خیال
مجھ اکیلے سے بھی تم لوگ کرو جنگ و قتال

مجھ سے لڑنا مری جاں لینا تمہیں کب ہے روا
زندگی عیش تمہارے کو بھی آخر ہے فنا

پھر اگر لڑتے ہو تم ملک کی خاطر مجھ سے
ظالمو اتنا تو موقع مجھے دیدو اب کے

چھوڑ دوں ملک عرب کو جو وطن میرا ہے
اب کسی حصۂ دنیا میں رہوں گا جا کے

اور یہ بات بھی تم لوگوں کو منظور نہیں
تو پھر اب منزل صبر اور قضا دور نہیں

# میدانِ جنگ میں امام کا اتمامِ حجت

الغرض پہلے تو اس لشکر اعدا سے امام
پیش فرماتے رہے وعظ و نصیحت کا کلام

ہو چکی آپ کی میدان میں حجت جو تمام
اور باقی نہ رہا ان کے لیئے عذر کا نام

پھر یہ فرمایا کہ اب بھیجو بہادر ایسا
تم نے اس وقت کی خاطر جسے محفوظ کیا

ایک مشہور بہادر کو چُنا جاتا ہے
سامنے شاہ کے میدان میں وہ آتا ہے

روبرو ہوتے ہی تلوار کو چمکاتا ہے
آب تیغ اس شہ مظلوم کو دکھلاتا ہے

فخر کرتا ہے بہت اپنی ہنر مندی پہ
ناز کرتا ہے شجاعت پہ وہ اپنی آ کر

بھوکا پیاسا ہے اِدھر حضرت زہرا کا پسر ‏‏‏‏ آل و اصحاب کے غم کھائے ہوئے ہو دل پہ
اور لشکر بھی ہزاروں کا ہے اب پیشِ نظر ‏‏‏‏ خیمہ والوں کی جدائی کا بھی ہے دل پہ اثر

گرم موسم ہے بہت گرم ہوا چلتی ہے
اور سورج کی تمازت سے زمیں جلتی ہے

باوجود ایسے موانع کے تقابل یہ ہوا ‏‏‏‏ آپ پر آتے ہی تلوار کو اس نے کھینچا
اس کا سر جسم سے کھیرے کی طرح کٹ کے گرا ‏‏‏‏ اس کا ہاتھ اُٹھا ہی تھا آپ نے بھی وار کیا

خاک میں مل گیا سب اسکی شجاعت کا غرور
اور ثابت ہوا حضرت کی بسالت کا ظہور

دوسرا اور بہادر تھا نہایت مشہور ‏‏‏‏ جو کہ تھا اپنی ہنر مندی پہ از حد مغرور
جو تکبر کے نشہ میں تھا نہایت مخمور ‏‏‏‏ سرخروئی جسے اپنی تھی جتانی منظور

وہ تقابل کے لیئے فوجِ عدو سے نکلا
اپنے گھوڑے کو بڑے زور سے دوڑاتا ہوا

آ کے حضرت سے بآواز وہ یہ کہنے لگا ‏‏‏‏ شام کے لوگوں میں شہرہ ہے مری جرأت کا
روم میں میری شجاعت کا ہے سکہ بیٹھا ‏‏‏‏ میرا دنیا کے دلیروں نے ہے لوہا مانا

آج تم لوگ بھی دیکھو گے مری قوت کو
میرے فن کو مری تیزی کو مری جرأت کو

لشکرِ عمر نے جب اس کی تعلّی دیکھی ‏‏‏‏ خوش ہوئے کہنے لگے دیکھو یہ ہے مرد جری
اور انہیں یہ بھی یقیں تھا کہ حسین بن علی ‏‏‏‏ بھوکا پیاسا ہے مصائب سے ہے خستہ خود ہی

ایسے احوال میں شبیر کا عاجز ہونا
کچھ تعجب نہیں اس شخص کا غالب آنا

شاہ کے سامنے جس وقت یہ گستاخ بڑھا ۔۔۔ اُس سے فرمایا کہ مردک تو ذرا ہوش میں آ
سامنے میرے تو کیوں آتا ہے اتراتا ہُوا ۔۔۔ تو نے کیا ذکر شجاعت کا ہماری نہ سُنا

تو نے کیا قوتِ حیدر کو کبھی دیکھا نہیں
تو نے کیا زورِ حسین بن علی دیکھا نہیں

روبرو میرے یہ لشکر ہے تمہارا بیکار ۔۔۔ میں اکیلا ہوں اِدھر تم ہو اُدھر بیس ہزار
ایک ایک آیا تو اُس پر میں کرونگا اک وار ۔۔۔ ہو گا اُس کے لئے اک وار ہی تو وار سے پار

کچھ حقیقت نہیں تم سب کی نظر میں میری
دیکھ مٹ جائے گی یہ حوصلہ مندی تیری

گفتگو شاہ کی سُنتے ہی وہ غصّہ میں بھرا ۔۔۔ شاہ پر جلدی سے تلوار کا اک وار کیا
آپ نے اپنی ہُنر مندی سے حملہ روکا ۔۔۔ اور تلوار کا وار اس پہ پلٹ کر مارا

ایک ہی وار میں اس کا تو ہُوا کام تمام
اس کا فخر اس کا غرور آیا نہ اس کے کچھ کام

## امام کے مقابلے کے لئے چیدہ جنگجو بھیجنا

لشکرِ عمر میں اک حوصلہ یہ پیدا ہوا ۔۔۔ اب سوا شاہ کے ان میں کوئی باقی نہ رہا
اور انہیں بھوک سے ہے اور پیاس ہی خود حد سے سوا ۔۔۔ مضمحل دھوپ کی تیزی نے انہیں اور کیا

ایک ایک ان کے مقابل کے لئے پیش کرو
کچھ شجاعت کے دکھانے کا ہمیں موقع تو دو

اس لئے عمر نے ایک ایک مقابل بھیجا　　　جو بڑھا رن میں کمال اپنا دکھاتا آیا
اس نے جو وار کیا آپ نے رد اُس کا کیا　　　اور پھر ایک ہی حملہ میں اُسے مار دیا

اس طریقہ سے بہت ان کے جواں مارے گئے
کامیاب اُن کے جواں آپ نے ہونے نہ دیئے

آپ نے رن میں دکھایا یہ کمال جنگی　　　زین تک کٹ گیا تلوار جو سر پہ ماری
مارا جب دست حمائل تو تراشا قلمی　　　کاٹ ڈالی ہیں کڑیں خود کی اور مغفر کی

جوشن آئینے کو تلوار ہی سے کاٹ دیا
مارا سینہ پہ جو نیزہ تو اُسے پار کیا

آپ نے کھیت دلیروں کے وہاں پر بوئے　　　تشنہ ذراتِ زمیں خون سے سیراب کئے
آپ کی جنگ سے واں نعشوں کے انبار لگے　　　نامور اُن کے جواں کتنے تو کام آہی گئے

حوصلہ ان کے جوانوں کا ادھر ٹوٹ گیا
مردنی چھا گئی دل ہوش و خرد چھوٹ گیا

لشکرِ عمر میں یہ ہونے لگا شور بپا　　　اس طرح جنگ کا انداز اگر باقی رہا
کوئی زندہ نہیں رہ سکتا ہے اس لشکر کا　　　کوئی جاں یاں سے بچا کر نہیں لے جائیگا

ایسا اب حضرت شبیر کو موقع مت دو
چاروں جانب سے انہیں گھیر کے حملہ کر دو

لشکرِ عمر جو شبیر سے عاجز آیا　　　آخرش سب نے انہیں چاروں طرف سے گھیرا
فاطمی چاند پہ ہالہ ہوئی فوجِ اعدا　　　چھا گئی مہر صداقت پہ یہ تاریک گھٹا

اس اکیلے پہ ہزاروں ہی جواں دوڑ پڑے
نیزہ دکھلانے لگے تیغ کو چمکانے لگے

آپ نے تیغ سے چاروں ہی طرف جھکائے   جس طرف ہاتھ اُٹھا سینکڑوں سر کاٹ دیئے
فوجواں سامنے بڑھتے ہوئے گھبرانے لگے   ان کے سردار بھی یہ دیکھ کے حیرت میں پڑے

ان کے ہر وار میں اس طرح سے گرتے تھے جواں
جیسے پتّوں کو گراتی ہے کبھی بادِ خزاں

## حضرت امام کی جنگی کارکردگی سے دشمن کا حوصلہ پست ہونا اور اک بارگی حملہ سے حضرت کو شہید کرنا

الغرض عمر کو یہ دیکھ کے تشویش ہوئی   بولا اب خاک میں مل جائیگی عزت سب کی
اسی طرح سے اگر لڑتے رہے ابنِ علی   ختم ہو جائے گی میدان میں یہ فوج مری

ہم ہزاروں پہ اگر آگئے غالب یہ امام
بزدلی میں اسی کوفہ کا لیا جائے گا نام

اب یہ تجویز ہے کوفہ کے عقلمندوں کی   گھیر کر تیروں کی شبّیر پہ بارش ہوگی
جب وہ ہو جائینگے تیروں کی زدوں سے زخمی   پھر کرو خوب ہی دل کھول کے نیزہ بازی

کامیاب ان پہ تم اس اسطرح سے ہو سکتے ہو
اپنی بدنامی کو اس طرح سے دھو سکتے ہو

تیر اندازوں نے شبّیر کو رن میں گھیرا   اور تیروں کا ہدف شہ کو بنا کے چھوڑا
ہو گیا تیروں کی بوچھار سے زخمی گھوڑا   آپ نے دیکھا کہ مجبور ہے گھوڑا میرا

ایک جگہ آپ نے ٹھہرا لیا اس گھوڑے کو
اور سہتے رہے تیروں کے بڑے حملے کو

تیر پر تیر مخالف کا چلا آتا ہے — اور اعدا کا ہدف شہ کا تنِ زیبا ہے
سینکڑوں زخموں سے تن چھلنی بنا رکھا ہے — پھر تو زہرا کا پسر خون میں نہا جاتا ہے

ضعف طاری ہوا اور دیدیا اعضا نے جواب
چُور زخموں سے ہُوا حضرت زہرا کا گلاب

ان کی پیشانی پہ اک تیر کسی نے مارا — جس کے لگتے ہی مرے شاہ کو چکر آیا
گر پڑے گھوڑے سے اسوقت زمیں پر آقا — پھر تو نیزوں پہ خبیثوں نے انہیں رکھ ہی لیا

الغرض سہہ گئے شبیر سب آلام شدید
ہو گئے ان کے مظالم سے اسی وقت شہید

## مرثیہ

کوفیو تم میں نہیں کچھ بھی حیا و غیرت — اپنے مہماں کی کوئی کرتا ہے ایسی خدمت
پیر سے ایسی نہ کی ہو گی کسی نے بیعت — کسی داعی نے نہ کی ہے کبھی ایسی دعوت

زخم کھانے کو دیئے پینے کو آبِ شمشیر
اور اب کاٹتے ہو جسم سے راسِ شبیر

نضر اس قصد سے تلوار کو لے کر اُٹھا — ہیبتِ شاہ سے اس نضر کا ہاتھ اُٹھ نہ سکا
خولی یا شبلی میں سے ایک لئے تیغ بڑھا — اُس نے آکر کیا سر جسمِ مبارک سے جدا

آہ لُوٹا گیا کِس ظُلم سے زہرا کا چمن
آہ مقتول ہوئے آلِ حسین اور حسن

تھے حسین بن علی عاشقِ با صدق و صفا — آپ نے پُورا کیا عہدِ وفا حُبِّ خُدا
دینِ حق کے لیئے سب کُنبہ کیا اپنا فدا — جان دی سُوکھا گلا خود بھی تو کٹوا ہی لیا

آپ نے ریت پہ کُوفہ کی یہ لکھا خوں سے
دین پر مٹتے ہیں اس طرح سے بندے حق کے

آہ کوفہ میں چلے ظلم و جفا کے جھونکے — جن سے مُرجھائے سبھی غُنچہ و گُل زہرا کے
فاطمی باغ کے سب نخل ہرے اور بھرے — دن دہاڑے بڑی بیدردیوں سے کاٹے گئے

لہلہاتا ہُوا زہرا کا چمن لُوٹا گیا
بادِ صرصر کا یہ بستانِ نبی نذر ہُوا

آہ آلِ نبی جور و جفا سے مارے — بیبیاں بیوہ ہوئیں مال بھی انکے لُوٹے
اب یتیم ہو گئے اولادِ علی کے بچّے — پھر غریب الوطنی میں یہ گرفتار ہوئے

ریت پر آج پڑی رہ گئی اولادِ بتول
بے محافظ کے ہے صحرا میں سبھی آلِ رسول

حاکمِ کُوفہ نے پھر کُوفہ میں یہ کام کیا — سرِ اقدس کو گلی کوچہ میں پھروایا گیا
شمر کے ساتھ دمشق ان کے سروں کو بھیجا — حاکمِ شام نے اس سر کو مع آلِ عبا

شام سے بھیج دیا طیبہ کو اک قافلہ میں
دفن یہ سر ہُوا پھر مقبرۂ فاطمہ میں

دسویں تاریخ محرّم کی تھی عشرہ پہلا — دوپہر دن کا تھا اور روز تھا وہ جمعہ کا

تھا وہ اکسٹواں برس جب سن ہجری کو گنا　　آپ کی عمر کو چھپنؔ ہی برس کا لکھا
اہلِ تاریخ نے اجتمل یہی تفصیل لکھی
اس سن و یوم میں حضرت نے شہادت پائی

# مجلس یازدہم

حدیثوں میں وارد ہوئی یہ شہادت　　کہ ہے ابنِ عباس سے یہ روایت
اُنھوں نے کہا ایک دن دوپہر میں　　ہوئی مجھ کو محبوبِ حق کی زیارت
میں اس خواب میں آپ کو دیکھتا ہوں　　کہ رنجیدہ ہیں اور پریشان حضرت
ادھر موئے انور بھی ہیں گرد آلود　　اُدھر گیسوؤں کی ہے پریشان حالت
ہے دستِ مبارک میں اک ایسی شیشی　　بھری جس میں سرخی کی ہے تیز رنگت
ہوا قلب بے چین یہ دیکھ کر سال　　کہا میں نے یہ کیا ہے آقائے نعمت
تو فرمایا مجھ سے حبیبِ خدا نے　　ہوئی کربلا میں یہ واقع قیامت
حسین اور اُس کے سبھی ساتھوں کی　　ہوئی آج جور جفا سے شہادت
شہیدوں کے خوں صبح سے آج میں نے　　اُٹھائے ہیں اس شیشی میں بہرِ حکمت
ہوئے ابنِ عباس بیدار جبھی دم　　تو کی وقت و تاریخ کی میں نے صحت
پتہ جب چلا مجھ کو اس واقعہ کا　　تو نکلی وہ تاریخ و وقتِ شہادت
اسی طرح ہے اُمِّ سلمہ سے مروی　　انہوں نے بھی اس حال میں دیکھے حضرت
کہ ہیں گرد آلود سر اور محاسن　　کہا اے نبی آج کیوں ہے یہ حالت

تو فرمایا میں اب وہاں پہ گیا تھا
شہید ہو گئی ہے جہاں میری عترت

## شہادت امام پر زمین آسمان کا ماتم

مشرف جب ہوئے ابنِ علی فضلِ شہادت سے
تو دُنیا میں حوادث یہ ہوئے آثارِ قدرت سے

زمیں میں اور فلک میں رنج و غم تھا شور ماتم تھا
زمیں روئی فلک رویا کہ ان دونوں سے خوں برسا

اُٹھے جب صبح کو تو خون سے برتن بھرے دیکھے
سبھی پُر ہو گئے اس خون سے مٹکے گھڑے ان کے

کسی پتھر کو جب بیت المقدس میں اُٹھاتے تھے
تو اسکے نیچے تازہ اور بہتا خون پاتے تھے

چھپا سورج اندھیرا ہو گیا یوم شہادت میں
رہا پھر یہ اندھیرا تین دن شکل مصیبت میں

بوقت دوپہر دن میں نظر آنے لگے تارے
برابر سات دن تک خون روئے آسماں سلسلہ

ملا غازہ کو جس نے مونہہ پر اس کا مونہہ جلا سارا
ہوا تھا ورس تو راکھ اور ہوا تھا گوشت انگارا

مکانوں کے در و دیوار خوں سے ہو گئے رنگیں
رنگے کپڑے اور انکی رنگتیں دُھل کر نہیں بدلیں

یزیدی فوج نے جب سیدوں کے اونٹ کو کاٹا
تو اس کا گوشت مثل اندرائن ہو گیا کڑوا

تمام عالم میں اجمل اس شہادت پہ ہوا ماتم
سُنی جنات سے بھی نوحہ خوانی داستانِ غم

# کرامات سرِ اقدس

کرامت اس سرِ اقدس کی اب مرقوم ہوتی ہے / کہ ایسے واقعہ پر اہلِ دل کی آنکھ روتی ہے
لیے جاتے تھے ظالم اس سرِ اقدس کو نیزہ پر / پڑھی قاری نے سورہ کہف کی یہ آیت اطہر
ہماری آیتوں میں سے عجب یہ کہف والے تھے / سرِ اقدس نے فرمایا یہ سُن کر حق کی قدرت سے
وَ اَعْجَبُ مِنْہُ قَتْلِیْ ثُمَّ حَمْلِیْ پر نظر کرنا / کہ اس سے ہے عجب تر میرا قتل اور سر لیے پھرنا
کیے جور و جفا کفار نے ان کہف والوں پر / اِدھر شہ پر مظالم ڈھائے خود امت نے بلوا کر
بلایا صد ہا خط سے اور یہ مہماں نوازی کی / کیا بند ان پہ کھانا اور صد افسوس پانی بھی
رفیق احباب بیٹے جو تھے سب کو قتل کر ڈالا / شہیدِ آخر میں شہ کو کر کے اپنا مونھ کیا کالا
لیے بیوہ یتیم اُن کے بنایا اُن کو بھی قیدی / پھرائے اُنکے سر نیزوں پہ یہ کی سخت بیدردی
عجب ہے بولنا بعد فنا جب کہف والوں کا / عجیب اس سے زیادہ کیوں نہ ہو اس سر کا فرمانا
کرامت دُوسری وارد ہوئی اس شاہ کے سر کی / کہ جب لیکر چلے سر اور منزل آگئی پہلی
یہ اُترے اُس میں اور سب پی لیے تھے شربت خرما / تو لوہے کے قلم نے خون سے اس شعر کو لکھا

جس اُمّت نے حسین بن علی کو قتل کر ڈالا
اُسے کیا ہے بھروسہ اُن کے نانا کی شفاعت کا

# راہب کا اسلام

کرامت تیسری بھی اس سرِ اقدس کی یہ لکھی
کہ اک منزل پہ یہ فوجِ مخالف رات بھر ٹھہری

وہاں اِک دَیر تھا اور اُسمیں راہب ایک رہتا تھا
ملا وہ قافلہ سے اُس نے نیزہ پر یہ سر دیکھا

کہا راہب نے اک شب کے لئے اس سر کو لیتا ہوں
تمہیں اسکے درہم اَسّی ہزار اب نقد دیتا ہوں

سرِ اقدس انہوں نے دیدیا اُس کو رقم لے کر
دیا راہب نے پہلے غسل اُسے خوشبو مَلی اُس پر

ادب کے ساتھ بیٹھا اُس کو اپنے سامنے رکھا
گذاری رات بھر اسطرح جب وہ دیکھتا روتا

جو نازل ہوتے تھے انوارِ رحمت آپکے سر پر
نظر آتا رہا راہب کو ان انوار کا منظر

اسی باعث سے وہ مذہب سے اپنے ہو گیا تائب
بہ اخلاص و عقیدت اب مسلماں ہو گیا راہب

اُدھر اعدا نے درہم بانٹنے کو تھیلیاں کھولیں
تو دیکھا سارے درہم تھیلیوں کے ٹھکریاں ہولیں

ہر اک ٹھکری پہ اک جانب تو لکھا تھا کہ اے لوگو
عمل سے ظالموں کے حق کو تم غافل نہیں جانو

یہ آیت دُوسری جانب لکھی جب غور کرتے ہیں
کہ اب ظالم سمجھ لیں گے وہ کس کروٹ پلٹتے ہیں

غرض اس قافلہ نے اپنے نیزوں پر یہ سر رکھ کر
پھرایا شہر شہر ان کو لئے پھرتے رہے گھر گھر

انہیں پھر لیکے وہ فوجِ مخالف شام میں پہنچی
یہ سر دربار میں رکھے گئے حاضر وہ سب قیدی

یزید اور کچھ اراکیں خوش ہوئے اس کامیابی پر
نہ غم تھا ان کو اجمل آلِ اطہر کی تباہی پر

# واقعات بعد شہادت

یزید بن معاویہ کی طینت میں خباثت تھی — یہ فاسق اور فاجر تھا بہت اسمیں شرارت تھی
حسین بن علی کی ذاتِ اقدس سے یہ ڈرتا تھا — بہت کاموں سے یہ انکی وجہ سے باز رہتا تھا
اسی باعث سے یہ مردود حضرت کا ہوا دشمن — اسی وجہ سے کٹوائی ہے اُس نے شاہ کی گردن
چنانچہ جب شہادت ہوگئی فرزندِ حیدر کی — اسے اس کامیابی پر بہت فرح و مسرت تھی
علی الاعلان کھولا اُس نے دروازہ محارم کا — کیا بازار گرم اُس نے معاصی کا جرائم کا
نمازوں کی اُٹھیں پابندیاں اسکے زمانہ میں — لواطت اور زنا ہونے لگا دیوانخانہ میں
تمرد سرکشی اسکی یہاں تک بڑھ گئی آخر — کہ یہ دونوں حرم کے واسطے ثابت ہوا جابر
اسی نے ابنِ عقبہ کو مدینہ کی طرف بھیجا — معیت میں کیا لشکر جو تھا بارہ ہزار اس کا
کیا اس لشکرِ خونخوار نے طیبہ میں وہ طوفاں — مدینہ والے جس کے قتل و غارت سے ہوئے حیراں
صحابہ سات سو اُس نے وہاں پر قتل کر ڈالے — عوام ان کے علاوہ نو ہزار اور تین سو مارے
مقید کر لیئے نو عمر لڑکے اور گھر لوٹے — اکابر کیا اصاغر اُنکے ظلموں سے نہیں چھوٹے
کیئے ان ظالموں نے مسجدِ اقدس میں یہ کوتک — کہ جن کے ذکر کرنے سے لرز جاتا ہے دل اب تک
ستونوں میں تو گھوڑے اپنے باندھے ان خبیثوں نے — نمازی تین دن مسجد سے روکے ان خبیثوں نے
یہ فرمایا تھا ابنِ حنظلہ نے ان کے ظلموں پہ — نہ برسیں انکے باعث سے کہیں افلاک سے پتھر
یہاں سے چل کے اس لشکر نے مکہ میں یہ خواری کی — کہ بیت اللہ میں گوپھن سے اُسنے سنگ باری کی
اُنھوں نے اس حرم کے صحن کو پتھر سے بھر ڈالا — شکستہ اس سے مسجد کے ستونوں کو بھی کر ڈالا

جلایا چھت کو بیت اللہ کی اس فوجِ دشمن نے — جلایا ہے غلافِ کعبہ بھی اس قومِ پُر فن نے

برہنہ رکھا کعبہ کو حبشیوں نے کئی دن تک — مصائب جھیلے اسکے رہنے والوں نے کئی دن تک

یزید ابن معاویہ انہی ایام کے اندر — مرا ہجری کے سن چونسٹھ [٦٤] میں انتالیس [٣٩] کا ہوکر

رہا ہے تین سال اور سات ماہ یہ تخت کا والی

مسلمانوں سے جلدی حق نے اجمل یہ بلا ٹالی

# سزا قاتلانِ حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ

اے ابنِ سعد رَے کی حکومت تو کیا ملی — ظلم و جفا کی جلد ہی تجھ کو سزا ملی

اے شمر نابکار شہیدوں کے خون کی — کیسی سزا تجھے اے ناسزا ملی

اے تشنگانِ خونِ جوانانِ اہلِ بیت — دیکھا کہ تم کو ظلم کی کیسی سزا ملی

کُتوں کی طرح لاشے تمہارے سڑا کئے — گھوڑے پہ بھی نہ گور کو تمہاری جا ملی

رُسوائے خلق ہو گئے برباد ہو گئے — مردُود۔ تم کو ذلتِ ہر دوسرا ملی

تم نے اُجاڑا حضرتِ زہرا کا بوستاں — تم خود اُجڑ گئے تمہیں یہ بددعا ملی

دُنیا پرستو دین سے منہ موڑ کر تمہیں — دُنیا ملی نہ عیش و طرب کی ہوا ملی

آخر دکھایا رنگ شہیدوں کے خون نے — سر کٹ گئے اماں نہ تمہیں اک ذرا ملی

پائی ہے کیا یہ اجمل انہوں نے ابھی سزا — دیکھیں گے وہ جحیم میں جس دم سزا ملی

# ابنِ زیاد کی ہلاکت

ہوا ہجری کے سن پینسٹھ میں اک عبد الملک سلطاں
اسی کے عہد میں مختار نے جاری کیا فرماں

زمینِ کربلا کی جنگ میں جو شخص شامل تھا
سپاہی جو بھی ابن سعد کے لشکر میں داخل تھا

انہیں جس طرح ممکن ہو جہاں پاؤ وہاں مارو
پکڑ کر لاؤ ان کے گھر کو لوٹو قتل کر ڈالو

یہ فرماں سُن کے کوفہ والے کوفہ سے نکل بھاگے
خصوصاً قاتلانِ حضرتِ شبیرؑ گھبرائے

تعاقب کے لئے مختار نے جمع کیا لشکر
اُٹھا خود اہلِ کوفہ کے پکڑنے کو اسے لیکر

بلایا اس نے ابن سعد کو اور قتل کروایا
پسر تھا اُس کا حفص اس کو بھی اسکے بعد مروایا

کرایا شمر کو بھی قتل اپنے سامنے اُس نے
پھر اُسکی لاش روندوائی گئی گھوڑے کی ٹاپوں سے

کہا پھر اس نے خولی کو بھی جلدی ہو کر حاضر
کہ اسکو بھی مجھے دینی ہے دُنیا میں سزا آخر

وہ جب دربار میں آیا کہا مختار نے لوگو
تم اس اخبث کے پہلے چاروں ہاتھ اور پاؤں تو کاٹو

چڑھاؤ اس کو سولی پہ پھر اس کو آگ میں جھونکو
اور ان تینوں کے سروں کو اپنے نیزوں میں چبھو رکھو

انہیں نیزوں پہ رکھ کے ہر گلی کوچہ میں پھروایا
محمد ابن حنفیہ کے پاس ان سب کو پہونچایا

اسی طرح سے کوفی چھ ہزار اس نے پکڑوائے
یہ سب بے عزتی کے ساتھ اس نے قتل کروائے

پھر ابن سعد کے لشکر میں جو بھی شخص شامل تھا
نہایت جستجو سے پہلے تو اُس کو پکڑوایا

ہلاک اُس نے کیا پھر طرح طرح کے عذابوں سے
سزا دی اُسنے سب اشرار کو لشکر کے ہاتھوں سے

اُٹھا ابن زیاد اور تیس ہزار اس کا تھا اک لشکر
تقابل کے لئے مختار کے آیا اُسے لے کر

ادھر مختار نے بھی اپنا اک لشکر کیا تیار
بنایا جس پہ ابراہیم کو اُس نے سپہ سالار

یہ لشکر متصل موصل کے جب پہونچا لبِ دریا — تو اس لشکر کے وہ لشکر مقابل کے لئے آیا
لڑائی صبح سے لیکر ہوئی تا شام دونوں میں — قریبِ شام آخر یہ ہوا انجام دونوں میں
اُدھر غالب ہوا مختار و ابراہیم کا لشکر — اِدھر ابن زیاد اور اُس کا لشکر بھاگا جان لیکر
تعاقب میں بہت مارے گئے فوج مخالف کے — ہلاک ابنِ زیاد ان میں ہوا لشکر کے ہاتھوں سے
تو ابراہیم نے سر اس شقی کا تن سے کٹوایا — اسے مختار کی خدمت میں کوفہ کی طرف بھیجا
یہ سر کوفہ میں جب پہنچا ہے اس دربار سلطانیں — تو اہلِ کوفہ کو مختار نے بلوایا ایواں میں
سرِ حضرت جہاں پہ پہلے اس ایوان میں رکھا تھا — سرِ ابن زیاد اب بھی وہیں مختار نے رکھا
کہا مختار نے لے اہلِ کوفہ یہ ہے اُس کا سر — کئے جس نے مظالم خاندان آلِ اطہر پہ
خبیث ابنِ زیاد اس سرزمین کوفہ کا والی — یہ سر اُس کا ہے دنیا ہی میں اُس نے یہ سزا پالی
یہ سن سڑسٹھ ہے اور تاریخ ہے دسویں محرم کی — وہی دریا وہی تاریخ اور سر کی جگہ یہ تھی
اسی کے قتل پہ تو آج اس دار الامارت میں — منایا جا رہا ہے جشن یہ اہلِ مودت میں

عداوت جو کرے آجکل خدا کے خاص بندوں سے
اسی طرح سے اس پہ اُمڈیں گے طوفاں بلاؤں کے

# کردار اہلبیت

حضرت سید عالم کے گھرانے والے — حق کے حامی تھے ضلالت کے مٹانے والے
راستہ رشد و ہدایت کا بتانے والے — علم دیں سر طریقت کے سکھانے والے
راہِ اُلفت میں عزیز دل کے گنوانے والے — اپنی جانوں کو شریعت پہ مٹانے والے

مرضیٔ حق پہ زر و مال لُٹانے والے — خون میدانِ محبت میں بہانے والے

کربلا میں جو مصائب کی گھٹائیں اُمڈیں — یہ خوشی سے تھے مصائب کے اُٹھانے والے

ظلم کی آندھی چلی جور کے طوفاں اُمڈے — یہ تھے میدان سے کہیں پاؤں ہٹانے والے

تین دن بھوکے پیاسے رہے پھر بھی رن میں — یہ تقابل سے تھے کب آنکھ چرانے والے

یہ بیاسی تھے اُدھر فوج تھی بائیس ہزار — پھر بھی یہ کب تھے اُنہیں نظر میں لانے والے

مونھ نہیں موڑا پہاڑ ان پہ غموں کے ٹوٹے — ایسے تسلیم و رضا کے تھے سکھانے والے

گھر لُٹے خون بہے۔ تیر لگے۔ سر بھی کٹے — اُف نہ کی ایسے تھے تکلیف اُٹھانے والے

شدتِ بھوک سے بیتاب تھے گو وقتِ قتال — پھر ہزاروں کو تھے یہ زخم کھلانے والے

اپنے خونوں سے جلی حرفوں میں لکھا یہ پیام — ایسے ہوتے ہیں شریعت کے چلانے والے

کربلا میں عملی طور سے اعلان یہ کیا — آئیں یوں عشق کے میدان میں آنے والے

تین دن پیاسا رکھا کوفہ کے لوگوں نے انہیں — ہونگے جو حشر کے دن پیاس بجھانے والے

آبِ تیغ ان کو پلائے غم و زخم کھلائے — کیسے ظالم تھے یہ کوفہ کے بُلانے والے

کوفیو تم نے مظالم کیئے ان لوگوں پہ — جو ہیں بگڑی ہوئی باتوں کے بنانے والے

تم نے گلزارِ نبی گلشنِ زہرا لوٹا — تم ہوئے غیرتِ قومی کے مٹانے والے

صدہا ناموں سے باصرار بلایا جن کو — ان کے پھر ہو گئے خود خون بہانے والے

آہ اس آلِ پیمبر کو بنایا قیدی — جو قیامت میں تمہیں ہونگے چھڑانے والے

بے محافظ کے رہے ان کے بدن میدان میں — ہیں جو میدانِ قیامت میں بچانے والے

ہر مصیبت میں کرو ان کا توسّل لوگو!

کہ یہ مشکل کے ہیں سب کام بنانیوالے

## ریاض الشہداء

اہلسنت کی مجالس عشرہ محرم کیلئے بے نظیر سوغات
واعظین و مجلس خوانان کیلئے ابجیات، جمع مرثیوں، مثنویوں
کا بے مثل مجموعہ ہے۔ مصنفہ حضرت مولانا محمد اجمل شاہ صاحب

## اوراقِ غم

واقعاتِ شہادت حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ،
میں مفصل کتاب ہے جو مجالس شہادت کیلئے بہترین
تحفہ ہے اور واعظین کیلئے واقعاتِ کربلا کا نادر سرمایہ ہے
مصنفہ حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد صاحب
قدس اللہ سرہ،

## ردِ شہاب ثاقب

دیوبندیوں کی کتاب شہاب ثاقب کا مدلل رد اور کفری عبارات
کے مسکت جوابات مصنفہ سلطان المناظرین حضرت مولانا محمد اجمل شاہ صاحب

## الخطبات الرضویہ

مواعظ جمعہ و عیدین کیلئے باترجمہ عکسی حاضرِ خدمت ہے
مصنفہ مجدد دین و ملت اعلیحضرت محمد احمد رضا خان صاحب
نور اللہ مرقدہ

## تفسیر نعیمی

خصوصیات شانِ نزول
آیات کا ربط تفسیر تفسیر کا خلاصہ تفسیر صوفیانہ ہر آیت کے
ساتھ علمی فوائد فقہی مسائل - از مفتی احمد یار خان صاحب

## اجمل المقال

لعارف رویۃ الھلال
آلات جدیدہ ٹیلیگرام ٹیلیفون - لاؤڈ
سپیکر - ریڈیو - وائرلیس - ٹیلی ویژن
کی خبروں کے تفصیلی شرعی احکام کا نایاب
تحفہ - مصنفہ عمدۃ المصنفین حضرت
مولانا محمد اجمل شاہ صاحب

## گلزارِ شریعت

عقائدِ صحیحہ و اعمالِ صالحہ و احکامِ شرعیہ و ادعیہ
منقولہ و ارکانِ اسلام میں مختصر جامع کتب معتبرہ سے ماخوذ
از قلم مولانا نسیم قادری بستوی

## بہارِ شریعت

دو جلد، ۱۷ حصہ
بنیادی عقائد احناف کیلئے
شرعی کا گراں قدر مجموعہ
مصنفہ حضرت مولانا حکیم ابوالعلا محمد امجد علی صاحب
اعظمی رضوی قدس اللہ سرہ

مذہبی کتابوں کا مرکز
**رضوی کتب خانہ اردو بازار، سرکلر روڈ، لاہور**


فروز آرٹ پریس بلاک میکرز گنپت روڈ انارکلی لاہور